عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۷ رجب تا ۴ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۶

حضرت ثابت بن قیسؓ انصاری

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

اعتدال اور میانہ روی

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بیوی کے مطالبہ پر خلع نامہ پر دستخط کرنا

س:...... میری بیوی نے خلع کا مطالبہ کیا۔ کورٹ جانے کی بجائے دکان سے ''خلع نامہ'' کا اسٹام پیپر لیا۔ اس پیپر پر میں نے سائن تو کئے ہیں، لیکن کوئی لفظ نہیں بولا اور نہ ہی کسی نے پڑھ کر سنایا ہے، بس سائن کردیئے غصے میں اور یہ گواہ بھی دوسرے ہیں جن کے سائن ہوئے ہیں۔ میں نے بس سائن کرنے کی غلطی کردی ہے۔ اس کاغذ (خلع نامہ) کے بارے میں فتویٰ دے کر میری پریشانی دور کریں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں شوہر نے بیوی کے خلع کے مطالبہ پر اسے خلع نامہ پر دستخط کرکے دیئے جس پر واضح الفاظ میں تین مرتبہ ''طلاق دیتا ہوں'' کے جملے تحریر ہیں۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں شوہر نے یہ جانتے ہوئے خلع نامہ پر دستخط کردیئے کہ اس سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس لئے خلع نامہ میں واضح طلاق سے تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اور بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے۔ آئندہ ان کے درمیان بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ صلح کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ عدت پوری کرنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ عورت کی عدت اگر حاملہ نہ ہو تو تین حیض ہوگی، جیسے ہی تیسری ماہواری سے فارغ ہوگی، عدت پوری جائے گی۔

تین طلاق کے بعد بیوی حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے

س:...... پرسوں رات میری اور میرے شوہر کی لڑائی ہوگئی، بات اتنی بڑھ گئی کہ نوبت طلاق تک آگئی، میں نے اپنے شوہر سے طلاق مانگی اور انہوں نے مجھے دے دی، انہوں نے کہا کہ: ''میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔'' تو اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا مجھے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ میرا ایک چھوٹا بیٹا ہے ڈیڑھ سال کا۔ طلاق کے وقت میری ساس اور نند موجود تھیں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں شوہر نے واضح الفاظ کے ساتھ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، لہٰذا اب بیوی شوہر پر حرمتِ مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے۔ آئندہ ان کے درمیان بغیر حلالہ شرعیہ کے نکاح نہیں ہوسکتا۔ عورت کی عدت (اگر وہ حاملہ نہ ہو تو تین ماہواریاں ہیں، ورنہ وضع حمل ہے) گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔

بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی کفالت

س:...... عورت صاحبِ نصاب ہے جبکہ اس کا شوہر غریب ہے، اس کے تین بچے ہیں، بچوں کی کفالت کس پر ہوگی؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں بیوی اور بچوں کی کفالت اور نان نفقہ ہر حال میں مرد کے ذمہ لازم ہے۔ شریعت نے یہ ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی، خواہ وہ کتنی ہی مال دار کیوں نہ ہو۔ مرد اگر یہ ذمہ داری نہیں اٹھاتا بغیر کسی سبب کے، تو عورت عدالت کے ذریعے سے بھی یہ حق وصول کرسکتی ہے اور عدالت شوہر کو بیوی بچوں کا خرچ ادا کرنے پر مجبور کرے گی۔ ہاں! اگر شوہر کسی عذر کی وجہ سے یا مناسب ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دستی کا شکار ہے اور اس کی بیوی صاحبِ مال ہے تو اس کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس مشکل گھڑی میں وہ اس کا ساتھ دے، ایسی صورت میں بیوی کا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنا دوسری جگہ صدقہ کرنے سے بہتر و افضل ہے اور اس عمل کا اسے دوہرا اجر وثواب ملے گا، ایک تو صدقہ کرنے کا اور دوسرا قرابت داری کا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

جلد:۴۳ ۔ ۲۷ رجب المرجب تا ۴ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۲۴ء ۔ شمارہ:۶

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

کل پاکستان ختم نبوت کورس، چناب نگر	۵	اداریہ
اسمارٹ فون.... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ	۷	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا رحمۃ اللہ علیہ
وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے	۱۵	مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ
امتِ مسلمہ کی خصوصیت... اعتدال و میانہ روی	۱۸	مولانا عبدالمتین، لیاری کراچی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
بین المدارس تقریری مسابقہ	۲۷	رپورٹ: قاری عبداللہ فیض

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۸ فصل:.... ۹ ہجری کے سرایا

فلس:.... بضمِ فاء وسکونِ لام، اور بعض نے فاء اور لام دونوں پر ضمہ پڑھا ہے، اور بعض نے فاء کو فتحہ اور لام کو سکون کے ساتھ پڑھا ہے، یہ قبیلہ بنوطیٔ کے ایک بت کا نام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈیڑھ سو، اور بقولِ بعض دوسو سواروں کی معیت میں روانہ فرمایا، چنانچہ ان حضرات نے اس بت کو منہدم کردیا اور اُونٹ، بکری، قیدی اور دیگر ساز وسامان غنیمت میں ہاتھ آیا، اسی مالِ غنیمت میں دو تلواریں تھیں، ان میں سے ایک کا نام ’’مخذم‘‘ (بکسرِ میم وسکونِ خائے معجمہ وفتحہ ذالِ معجمہ) اور دُوسری کا نام ’’الرسوب‘‘ (بفتح رائے مہملہ) تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں تلواریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے چھانٹ کر الگ کرلیں، چنانچہ یہ دونوں تلواریں غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتی تھیں اور قیدیوں میں مشہور سخی حاتم طائی کی صاحبزادی اور عدی بن حاتم کی ہمشیرہ ’’سفانہ‘‘ بھی تھیں (سین مہملہ کے فتحہ اور فاء کی تشدید کے ساتھ) عدی بن حاتم خود بھاگ کر ملکِ شام چلے گئے تھے، سفانہ اسلام لے آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی، جو نوسو کی تعداد میں تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کردیا، یہ اپنے وطن واپس ہوئیں تو اپنے بھائی عدی بن حاتم کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع کی، چنانچہ عدی بن حاتم ۱۰ھ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر سعادتِ ایمان سے مشرف ہوئے، رضی اللہ عنہ، ان کے اسلام کا قصہ تیسرے باب میں ۱۰ھ کے واقعات کے ذیل میں آئے گا۔

۷:.... سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ:.... اسی سال ربیع الآخر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کا سریہ جباب بھیجا گیا۔

جباب:.... بکسرِ جیم وتخفیفِ باء، پھر الف، پھر باء۔ یہ بنوقضاعہ کے دوقبیلوں بنوعذرہ (عین مہملہ کے ضمہ اور ذال معجمہ کے سکون کے ساتھ) اور بنو بلی (باء کا فتحہ، لام کا کسرہ اور یائے تحتانی کی تشدید) کی سرزمین کا نام ہے۔

۸:.... سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:.... اسی سال رجب میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تشریف فرما تھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سریہ اکیدر (بصیغۂ تصغیر) بن الکدر بن عبدالملک نصرانی کی جانب روانہ فرمایا، اکیدر کے اسلام لانے نہ لانے میں اختلاف ہے، صحیح قول، جس کے اکثر علماء قائل ہیں، یہ ہے کہ وہ بحالتِ کفر قتل ہوا، یہ ہرقل کی جانب سے دومۃ الجندل کا گورنر اور بذاتِ خود بہت بڑا بادشاہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چارسو بیس سواروں کی معیت میں اس کی جانب روانہ فرمایا، اکیدر نے ان حضرات سے دو ہزار اُونٹوں، آٹھ سو گھوڑوں، چارسو زرہوں اور چارسو نیزوں پر صلح کی پیش کش کی، جو قبول کرلی گئی، اور یہ حضرات، اکیدر اور اس کے بھائی مصاد (بضم میم وفتح صاد مہملہ مخففہ) کو ساتھ لے کر آستانۂ نبوّت پر حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جان ومال کی حفاظت فرمائی، انہیں عزّت واحترام سے واپس فرمایا اور امان کی تحریر عطا فرمائی۔ دومۃ الجندل کا ضبط حرکات اور اس کی تفسیر غزوات کے باب میں ۵ھ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

کُل پاکستان ختم نبوت کورس، چناب نگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

قیامِ پاکستان کے بعد کُل پاکستان ختم نبوت کورس ملتان میں شروع ہوا۔ فاتحِ قادیان مولانا محمد حیاتؒ اس کے نگران واستاذ تھے۔ ملتان کے علاوہ یہ کورس سرگودھا اور چنیوٹ میں بھی ہوتا رہا ہے، پھر چناب نگر میں شروع کیا گیا، اس کورس میں نامور علمائے کرام نے فاتحِ قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے تربیت لی۔

اس سے پہلے تمام تر کوشش کے باوجود ہمارا چناب نگر (ربوہ) میں داخلہ نہ ہوسکا تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے نتیجے میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو ۱۹۷۵ء میں مجلس نے کوشش کرکے مسلم کالونی میں نوکنال کا قطعۂ اراضی محکمۂ ہاؤسنگ کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے حاصل کیا۔ اس وقت مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے ربوہ کی عدالت کے تھڑے پر نماز کا آغاز کیا۔ مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ اور مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ عدالت کے تھڑے پر ظہر وعصر کی نمازیں پڑھاتے رہے۔ جب ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم کے ساتھ مسجد بنانے کی اجازت ملی تو جامع مسجد محمدیہ مولانا تاج محمودؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی نگرانی میں تعمیر ہوئی، مولانا خدا بخشؒ خطیب مقرر ہوئے، وہ ایک عرصہ تک محمدیہ مسجد میں جمعہ پڑھاتے رہے، ان کے بعد شاہینِ ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ بھی جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے رہے ہیں۔ ربوہ میں مولانا اللہ وسایا، مولانا خدا بخشؒ، مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ اور مولانا محمد اکرم طوفانیؒ مبلغین رہے۔ یوں مسلم کالونی میں کام کا آغاز ہوا۔

۱۹۸۳ء میں ختم نبوت کورس، جو ایک عرصے سے ملتان میں ہو رہا تھا، کا آغاز چناب نگر میں ہوا۔ شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نگرانی میں محقق العصر مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکویؒ، مولانا خدا بخشؒ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ شرکائے دورہ کو تربیت دیتے رہے۔ ابتدا میں غیر مشروط داخلہ ہوتا تھا۔ اللہ پاک نے اس سلسلے کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا اور اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد سیکڑوں تک جا پہنچی۔ درجہ رابعہ کے طلبہ اور میٹرک پاس کو اس میں داخلہ دیا گیا۔

مدارس کے فضلا کو مبلغ بنانے کے لیے تین ماہ کا کورس دفتر مرکزیہ ملتان میں ہوتا تھا۔ مذکورہ بالا اساتذۂ کرام فارغ التحصیل علمائے کرام کو تربیت دیتے اور تین ماہ میں انہیں اتنا پڑھا دیا جاتا کہ وہ قادیانیت کے مقابلہ کے لیے تیغ برّاں ثابت ہوتے۔ ربوہ کا نام تبدیل کرکے چناب نگر رکھا گیا۔ ابتدا میں یہاں حفظ وناظرہ کی کلاس شروع ہوتی تھی۔ جب رجوع عام ہوا تو حفظ وناظرہ کے ساتھ ساتھ درجہ کتب بھی شروع ہوا۔ الحمدللہ! اب دورۂ حدیث شریف تک تمام کلاسوں کی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

جب چناب نگر میں دورۂ حدیث شریف شروع ہوا تو چند سال پہلے تین ماہ کے کورس کو ایک سال کا کورس کر دیا گیا اور یہ کورس صرف ختم نبوت اور اس کے متعلقہ موضوعات تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ کورس کو ''تخصص فی الفقہ وختم نبوت'' کا نام دیا گیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے دورۂ حدیث شریف میں جید جداً آنے والے علمائے کرام کو اس میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ سال رواں تخصص فی الفقہ وختم نبوت میں تیرہ علمائے کرام زیر تربیت ہیں اور کورس کے انچارج جامعہ کے استاذ الحدیث والفقہ مولانا مفتی شفیق الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا توصیف احمد ہزاروی سلمہ سارا سال ''قادیانی شبہات کے جوابات'' جلد اول وجلد سوم سبقاً پڑھاتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی راشد مدنی حفظہ اللہ بھی وقتاً فوقتاً پندرہ بیس دن سال میں دیتے ہیں، ''قادیانی شبہات کے جوابات'' جلد دوم اور عیسائیت پر لیکچر دیتے ہیں۔ جنوری کا ابتدائی عشرہ مرکزی ناظمِ تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ شرکائے تخصص کو ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اور الخلیفۃ المہدیؒ فی الاحادیث الصحیحہ'' کے اسباق پڑھاتے ہیں۔ کورس ومدرسہ کی مجموعی نگرانی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی حفظہ اللہ سرانجام دیتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے سالِ رواں ہونے والے کورس کی تفصیلات پر فروری ۲۰۲۴ء کے ماہنامہ ''لولاک'' میں روشنی ڈالی ہے:

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۲۶ رجب تا ۲۰ شعبان ۱۴۴۵ھ، مطابق ۷ فروری تا ۲ مارچ ۲۰۲۴ء جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، سالانہ ختم نبوت کورس منعقد ہو رہا ہے۔ تعلیم ۷ رفروری سے شروع ہو جائے گی، البتہ ووٹ کا حق استعمال کر کے آنے والے حضرات کا ۱۰ فروری کی شام تک داخلہ جاری رکھا جائے گا۔

عقیدہ ختم نبوت، حیاتِ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان، کذبِ ملعونِ قادیان سمیت تمام تفصیلات پر مشتمل نصاب پڑھایا جائے گا۔ حجیتِ حدیث، تحفظِ ناموسِ رسالت، تقابلِ فرق باطلہ پر ماہرین کے لیکچرز ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس سال مستقل فنِ خطابت پر بھی راہنمائی اور عملی مشقیں کرائی جائیں گی۔

کورس میں حسبِ سابق اسکولوں وکالجوں کے ایف اے پاس شدہ حضرات داخلہ لے سکتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے درجہ رابعہ پاس شدہ حضرات داخلہ لے سکیں گے۔ حسبِ سابق موضوعات کے مطابق تین امتحان ہوں گے۔ امتحان پاس کرنے والے حضرات کو سند، وظیفہ، کتب پیش کی جائیں گی۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا ضروری ہے۔ ابھی سے رفقاء اس کورس میں شرکت کا عزم بالجزم فرمائیں اور بھرپور شرکت کو یقینی بنائیں۔ کورس میں شریک حضرات کی رہائش، کھانے اور تعلیم کا خاص اہتمام ہوگا۔

داخلہ فارم میں مذکور شرائط کی پابندی ہر طالب علم کے لئے لازمی ہوگی۔ امید ہے کہ سابقہ روایات کے مطابق اس دفعہ بھی بھرپور حاضری ہوگی۔ اس لیے بروقت حاضری وداخلہ کو یقینی بنایا جائے۔ ۱۰ فروری کی شام کے بعد کسی کو بلا امتیاز داخلہ نہ ملے گا۔

قارئین وجماعتی احباب وبہی خواہان ان کورسوں کی عنداللہ قبولیت وکامیابی کی دعائیں جاری رکھیں، بہت ہی شکریہ۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!''

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولٰنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

ازافادات:..... حضرت شاہ فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

ہمارا مقصدِ حیات حق تعالیٰ کی معرفت اور حصولِ تقویٰ ہے:

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگی کا مقصد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب انسان کسی کام کا مقصد نہیں سمجھتا تو اس کا کام کبھی صحیح نہیں ہوسکتا لہٰذا ہم اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیں کہ ہم دنیا میں کس لئے آئے ہیں؟ میرے پیارے مرشد شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا
کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

جینا کیا ہے؟ نیک کام کرنا اور مرنے کا مطلب ہے حرام خواہشات اور گناہوں پر عمل نہ کرنا۔ یہی ہمارا مقصدِ حیات ہے۔ دنیا کی زندگی ہمارا پردیس ہے، آخرت ہمارا وطن ہے۔ اس دنیا میں بڑے سے بڑے مال دار، یا بادشاہ کا بھی جب ڈیپارچر ہوتا ہے تو بتایئے ان کے ساتھ کیا سامان جاتا ہے؟ جب دنیا سے رخصتی ہوتی ہے اور قبرستان میں جنازہ اُترتا ہے تو کیا کوئی دنیا کی دولت، ڈالر، پونڈ، سونا، چاندی ساتھ لے جاتا ہے؟ نہ سامان لے جاتا ہے نہ نقد کرنسی لے جاتا ہے۔ اس وقت کی حالت کو ایک شاعر اس طرح بیان کرتا ہے:

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

جب سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں کیا کسی نے دیکھا کہ کوئی مرنے والا اپنے ساتھ اپنا مکان اور قالین اور دولت سب لے جارہا ہو۔ جب ہم کفن لپیٹ کر جائیں گے تو چونکہ ہم اپنی دولت، زیورات، بیوی، بچے، قالین، موبائل فون، وائرلیس، کرنسی وغیرہ کسی قسم کی کوئی چیز نہ لے جا سکیں گے، یہی دلیل ہے کہ یہ ہمارا مقصدِ حیات نہیں ہے، یہ صرف وسائلِ حیات ہیں۔ وسائل چھن جاتے ہیں مقاصد نہیں چھنتے۔ ہماری زندگی کا مقصد حصولِ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ (سورۃ الذاریات: آیۃ ۵۶)

ترجمہ: ”اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔“ (آسان ترجمۂ قرآن)

جب اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو بس عبادت ہی جائے گی اللہ کے یہاں۔ اللہ نے تو ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا لیکن ہم رومانٹک دنیا اور حسینوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے اللہ کی بندگی چھوڑ کر گندگی میں اپنی زندگی ضائع کی تو اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اعلان نہ کرتا تو کہہ سکتے تھے کہ اللہ میاں! آپ نے پیدا کر کے ہم کو بتایا بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ ہم نے تمہیں اپنی معرفت وعبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کے قیمتی اوقات کے ضیاع کا ایک بڑا سبب موبائل فون بنا ہوا ہے، اس کے ساتھ وقت گزاری کا ایک عام مزاج بن چکا ہے، گھنٹوں اس میں ضائع کردینا، راتوں کی نیند خراب کرنا، ایک عام سی بات ہوگئی، کبھی اس طرف خیال نہیں جاتا کہ میرا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے، لہٰذا میرے دوستو! ہم اپنے اوقات کو قیمتی بنائیں اور خاص طور پر موبائل کے غلط استعمال سے بچنے کا اہتمام کریں۔ موبائل کی ضرورت کو میں مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں، کوئی نیا آدمی یہ سن کر پریشان نہ ہو کہ یہ کون شیخ ہے جو موبائل فون کو منع کر رہا ہے۔ جائز کو کون منع کرتا ہے لیکن فضولیات میں وقت ضائع کرنا، راتوں کو جاگنا، نمازیں قضا کردینا، بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہوجانا، تو کون اس کی اجازت دے گا؟ بہت سے باشرع لوگ بھی اسی موبائل کے فتنہ میں مبتلا ہیں۔ چہرہ دیکھو تو ایسا لگے ان سے بڑا کوئی

بزرگ نہیں ہے اور کام شیطانی ہیں، ننگی فلمیں دیکھ رہے ہیں، اجنبی عورتوں اور منگیتروں سے باتیں کر رہے ہیں۔ ہمارا چہرہ دیکھ کر لوگ ہمیں سلام کرتے ہیں، عزت دیتے ہیں اور ہمارا یہ حال کہ بس ہمیں اسمارٹ فون ہی چاہیے، نعوذ باللہ! تقویٰ حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں چاہیے۔ اگر اللہ چاہیے تو ہم اپنے گناہوں کی اصلاح شیخ سے کیوں نہیں کراتے؟ اس لئے میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، وہ چھپ چھپ کر غلط چیزوں میں جانے کی حرام حرکت سے اور گناہوں کے ارتکاب سے باز آجائیں، اللہ کے عذاب کا انتظار نہ کریں۔

میں نے اپنے احباب سے بھی کہہ رکھا ہے کہ ویب سائٹ پر صرف آن لائن بیانات سننے کے لئے کسی کو بڑا موبائل لینے یا نیٹ لگانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہ ویب سائٹ ان لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے بڑا موبائل یا نیٹ جن کی شدید مجبوری ہے، اور ان کے لئے بھی لازمی ہے کہ ہر پندرہ دن پر استعمال کے متعلق اطلاع کریں کہ غلط استعمال تو نہیں کرتے۔ الحمدللہ! باقی لوگوں کے لئے سادہ موبائل پر کانفرنس کال کے ذریعہ تمام بیانات سننے کا انتظام ہے، اس کے علاوہ ادارے سے میموری کارڈ میں بیان لے کر اپنے سادے موبائل پر بھی سن سکتے ہیں، اور اگر کسی کے پاس سادہ موبائل بھی نہ ہو تو بھی کوئی بات نہیں، میرے شیخ کے مواعظ منگوا کر پڑھیں۔

آخرت سے غفلت: موبائل فون کے ساتھ ہمارے شغف کی مثال ایسی ہے کہ ہمیں حب چوکی (مغرب کی سمت) جانا ہے اور ہم لاہور کی طرف (مشرق کی سمت) چلے جا رہے ہیں تو حب چوکی کیسے پہنچیں گے؟ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب ﷫ کراچی میں حضرت حکیم الامت تھانوی ﷫ کے اجل خلیفہ تھے، ان کا بہت عمدہ شعر ہے:

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کہاں جا رہا ہے، کدھر دیکھتا ہے

ہر شخص کا قدم روز بروز قبرستان سے قریب ہو رہا ہے، وہ جا تو قبرستان رہا ہے، مگر دیکھ دنیا کی طرف رہا ہے۔ میں نے ایک نوجوان سے پوچھا کہ آپ جو فون کرنے پر اتنا خرچہ کرتے ہو، آپ کے پاس بھی کسی کے فون آتے ہیں؟ کہا نہیں، بس میں ہی رات دن دوسروں کو فون کرتا ہوں۔ بتائیے! کیسی مصیبت میں خود کو پھنسا رکھا ہے۔

جان، مال اور وقت کا ضیاع

مال اور تقویٰ کی بربادی: حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ مالداری کو غنیمت سمجھو فقیری سے پہلے، فراغت کو مصروف ہونے سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اسمارٹ فون اور نیٹ کی خرافات میں مبتلا ہونے سے مال، وقت، جوانی اور صحت سب کی بربادی ہے۔ اسمارٹ فون کو مکمل استعمال کرنے کے لئے نیٹ آن (ON) کرنا ضروری ہوتا ہے، جب نیٹ کھولتے ہیں تو وہاں لکھا ہوتا ہے اتنے ڈالر جمع کراؤ تو یہ ایپلی کیشن کھلے گی، اب کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ایپ تو خرید لی مگر سمجھ کچھ نہیں آرہی۔ پھر اس کو سمجھنے کے لئے نیٹ پر Help لکھ رہے ہیں، پھر پتا نہیں کہاں سے کہاں چلے گئے، اسی میں فجر کی نماز چھوڑ دی، ہزاروں روپے الگ برباد کر دیئے اور آخر میں سمجھا بھی کچھ نہیں۔ پھر ایپ والوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں کہ یہ سب پیسے کمانے کا چکر ہے، فضول ہمارے ڈالر ضائع ہوگئے۔ اب چھوٹے موبائلوں میں بھی نیٹ، یوٹیوب، فیس بک کی خرافات آرہی ہیں تاکہ جو لوگ محفوظ تھے وہ بھی مبتلا ہوجائیں۔ اس لئے موبائل اور پھر اس میں انٹرنیٹ ہونا خود خطرے کی بات ہے، کسی وقت بھی نفس پھسل سکتا ہے اور زیادہ تر استعمال فضول ہوتا ہے۔ اگر آپ کو ای میل کی ضرورت پڑتی ہے یا آپ کا کاروبار، نوکری، پڑھائی ایسی ہے کہ دنیا سے رابطہ رکھنا پڑتا ہے تو استعمال کا طریقہ تو سیکھیں کہ کس طرح بغیر گناہ کے استعمال کریں۔

نئے نئے موبائل خریدنے کی بُری عادت: دل بہت کُڑھتا ہے کہ ہم اپنا مقصدِ حیات بھول رہے ہیں، کچھ لوگوں کو ہر وقت نئے موبائل فون لینے کی فکر ہے۔ کل ہی ہمارے ایک دوست ایک مہنگا موبائل خرید کر لائے۔ میں چھ آٹھ مہینے سے دیکھ رہا تھا کہ ہر وقت ان کے ہاتھ میں نیا موبائل ہوتا تھا جبکہ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اب میں موبائل بلاضرورت تبدیل نہیں کروں گا، اگر تبدیل کرنا ہوا تو شیخ سے مشورہ کروں گا۔ جب شیخ نے کہہ دیا کہ اب اگر موبائل بدلنے کا نفس تقاضا کرے تو تم دین کے کام میں اتنے پیسے جمع کراؤ تاکہ نفس کو سزا ملے، کیا آج تک پیسے جمع کرائے؟ نفس ایسے ہی نہیں مٹتا۔ افسوس! احباب اپنے آپ کو اصلاح کے لئے پیش نہیں کرتے اور جو پیش کرتے ہیں تو اطاعت نہیں کرتے۔

اسراف کا گناہ: موبائل بار بار تبدیل کرنا کیا یہ اسراف نہیں ہے؟ قرآنِ پاک میں ہے کہ

اسراف کرنے والا شیطان کا بھائی ہے: ’’اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط
(بنی اسرآئیل: آیۃ ۲۷)

ترجمہ: ’’یقین جانو کہ جو لوگ بے ہودہ کاموں میں مال اُڑاتے ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں۔‘‘ (آسان ترجمۂ قرآن)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اسراف کو کسی شے کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ مطلقاً فرمادیا کہ تم اسراف نہ کرو تو اب اس اسراف کے تحت ہر چیز میں اسراف کرنا ناجائز ہوگیا، چاہے وہ وقت کا ضیاع ہو یا مال ودولت یا جسمانی توانائی کے بے جا خرچ کی صورت میں ہو۔ ایک حدیثِ پاک میں بھی اسراف سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَّھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا ھٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُ؟ فَقَالَ اَفِی الْوُضُوْءِ سَرَفٌ؟ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھْرٍ جَارٍ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب سنن الوضوء؛ ص ۴۷)

ترجمہ: ’’حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) وضو کررہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس سے گزرے تو فرمایا: ’’یہ کیا اسراف ہے؟‘‘ انہوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: ’’ہاں! اگرچہ تم بہتے دریا پر (یعنی اس کے کنارے بیٹھے) ہو۔‘‘

مالداری کے بعد فقر وفاقہ: یہ مت سوچو کہ میرے پاس بہت مال ہے، چھوٹی چھوٹی چیزیں انسان کو تباہ کردیتی ہیں، پھر خیال آتا ہے کہ کاش! میں یہ نہ کرتا، وہ نہ کرتا۔ اگر آپ مشترکہ خاندانی نظام میں رہتے ہیں تو آپ کو دیکھ کر آپ کا بھائی، آپ کا بیٹا حتیٰ کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرے گی، وہ بھی کہے گی کہ مجھے موبائل لاکر دو خواہ سستا ہی ہو۔ آپ نے سادہ موبائل اسے لادیا، وہ موبائل بچے نے خراب کردیا۔ اس کے بعد چھ ہزار کا موبائل آگیا، پھر کیمرے والا موبائل آگیا، آخر میں بیگم صاحبہ نے کہا کہ آپ کے پاس ساٹھ ہزار کا موبائل ہے، میرے پاس چھ ہزار کا کیوں ہے؟ مجھے اپنے پر بھروسہ ہے، میں تقویٰ سے رہتی ہوں، مجھے بھی ساٹھ ہزار کا چاہیے۔ سفر میں ایک جگہ جانا ہوا تو دوستوں نے بتایا کہ یہاں آٹھ نو سال کے بچوں کے پاس ایسے مہنگے موبائل نظر آئے جو ہمارے پاس بھی نہیں ہیں۔

خواتین کو موبائل کی کیا ضرورت ہے؟ کچھ خواتین جن کا اصلاحی تعلق بھی ہے، انہوں نے اجازت لئے بغیر بڑا موبائل خرید لیا۔ ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ ضرورت کا مطلب ہے جس کے نہ ہونے سے نقصان ہو۔ جب بڑا موبائل بیچنے کو کہا گیا، تو خط آیا کہ سہیلیاں مذاق اُڑائیں گی کہ یہ غریب ہوگئی۔ کیا یہ ریا نہیں ہے؟ اگر ضرورت ہے تو ہزار دو ہزار روپے والا موبائل لے لو۔ کتنی خواتین تقویٰ کے ساتھ رہ رہی تھیں، سادہ موبائل استعمال کرتی تھیں لیکن پھر بغیر اجازت بڑا موبائل خریدا اور گناہوں میں مبتلا ہوگئیں، نامحرم سے باتیں کرنا، اپنی تصویریں بھیجنا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! اگر بیانات سننے کے لئے موبائل لیا ہے تو کیا بیان سننا اتنا ضروری ہے کہ گناہ کرنے لگیں؟

یاد رکھیں! کبھی بھی نفس پر بھروسہ نہیں کرنا۔ میں نے جب سے موبائل کے نقصانات پر نصیحتیں کی ہیں تو کئی مرد وخواتین کے میسج آئے یا خط میں لکھا کہ اب ہم اصلاح کا تعلق مضبوط رکھیں گے، وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے، ان مجالس سے تو ہماری آنکھیں کھل گئیں، ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ اسراف ہے، ان شاء اللہ! اب آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسمارٹ فون لے لیا تھا، واقعی اس کے استعمال میں اسراف ہونے لگا اور گناہ سے بچنا مشکل ہوگیا۔ اسمارٹ فون کی ضرورت کیا ہے؟ ضرورت تو زیادہ سے زیادہ فون کرنا یا فون سننا، یا کوئی ریمائنڈر (Reminder) ڈال دینا، یا قرآنِ پاک یا کوئی دینی کتاب ڈال لی، ٹھیک ہے۔ باقی نیٹ، کرکٹ، گیمز، یا فون پر فضول باتیں کرنا، کیا یہ وقت کا ضیاع نہیں ہے؟ ان ہی فضولیات کے بعد آدمی گناہ میں ملوث ہوجاتا ہے۔ ایک خاتون کا خط آیا کہ میرے شوہر نے مجھے اسمارٹ فون گفٹ کرکے سرپرائز دیا ہے، اب شیخ جیسا حکم کریں، مجھے کیا کرنا ہے؟ تو میں نے لکھ دیا کہ کاش! آپ کے شوہر گفٹ کرنے سے پہلے مشورہ کرتے، ہم جائز تحفے کو منع کب کرتے ہیں؟ سونے کی انگوٹھی ہدیہ کردیتے۔ آپ کے شوہر نیک ہیں، اب ان سے اجازت لے کر اس موبائل کو بیچ دیں، سادہ موبائل رکھیں، شوہر کی خدمت کو ترجیح دیں، جب موبائل میں اوقات ضائع ہوں گے تو شوہر کی خدمت کیسے ہوگی؟

ضروریات میں بخل اور فضولیات میں خرچ: آج کل لوگ اپنے والدین پر خرچہ

نہیں کرتے جبکہ فضول ایزی لوڈ، پیکیج، بغیر ضرورت کے مہنگے موبائل وغیرہ میں بہت پیسہ ضائع کرتے ہیں، یہ اسراف ہے۔ بہت مہنگے موبائل تو ہیں لیکن زکوٰۃ کی فکر نہیں، صدقہ دینے کی فکر نہیں۔ کیوں ہمارا دل نہیں چاہتا کہ یہ مہنگے موبائل نہ لیں اور کاش یہی رقم جمع کر کے عمرہ کرنے چلے جائیں، اللہ تعالیٰ کا گھر دیکھ آئیں، حضورصلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک دیکھ آئیں، ان رستوں کو آنکھوں سے لگالیں جہاں حضورصلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم مبارک چلے تھے، اس ملتزم سے چمٹ جائیں جہاں ہزاروں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیاء کرامؒ کے مبارک سینے چمٹے تھے۔ لیکن ہم تو موبائل سے چمٹے ہوئے ہیں اور ہمیں احساس بھی نہیں ہے۔ دل میں شدید غم ہوتا ہے، ہمارا کام تو بتانا ہے اور اللہ سے رونا ہے اپنے لئے، اپنے احباب کے لئے اور تمام امت کے لئے، بس اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کسی سے زبردستی تو نہیں کر سکتے۔ ہر شخص جو دین میں لگا ہوا ہے، ذکر بھی کر رہا ہے، تلاوت بھی کر رہا ہے، وہ خود سوچ لے کہ میں اس کے اندر مبتلا ہوں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ موبائل اور لیپ ٹاپ پر فضول بیٹھے رہیں، ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيْهَا))

(المعجم الکبیر للطبرانی: مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ، جزء: ۲۰، ص: ۹۳، رقم الحدیث: ۱۸۲)

کہ اہلِ جنت کو جنت میں کسی بات کی حسرت نہ ہوگی مگر دنیا میں حق تعالیٰ سے غفلت کے جو لمحات اور اوقات گزرے، ان پر وہاں بھی حسرت ہوگی۔

مسنون اعمال سے غفلت: موبائل کی وجہ سے ہم لوگوں کی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ اگر رات کو پانچ مرتبہ آنکھ کھلے گی تو سب سے پہلے موبائل دیکھیں گے۔ نیند سے اُٹھنے کے بعد بھی ہمارا یہی حال ہوتا ہے کہ پہلے موبائل چیک کرتے ہیں، نیند سے اُٹھنے کی سنتیں، دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ملنا، دعا پڑھنا سب بھول جاتے ہیں، صرف موبائل یاد رہتا ہے۔ آخر تو کسی نہ کسی چیز میں دل اٹکے گا، انہی غافل کرنے والی چیزوں میں لگے ہوئے ہیں اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

زندگی کو خطرے میں ڈالنا: ایسا بھی دیکھا گیا کہ کار تو کار موٹر سائیکل چلاتے ہوئے فون پر میسج لکھ رہے ہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو منع کرتا ہوں کہ کار چلاتے ہوئے بھی میسج بالکل نہ کریں، اگر ضروری میسج کرنا ہو تو گاڑی ایک طرف روک لیں، گاڑی چلاتے ہوئے کال سننی ہو تو ہینڈز فری استعمال کریں۔ گاڑی چلا رہے ہیں اور ایک ہاتھ سے موبائل فون کان سے لگایا ہوا ہے، یا میسج کر رہے ہیں پھر اچانک حادثہ ہو جاتا ہے، یا چالان ہو جاتا ہے، جان یا مال کا نقصان ہوتا ہے، اس لئے دوستو! اپنی جان پر رحم کرو۔

جمع پونجی برباد کرنا: ہمارے ایک جاننے والے نے ۵۵ ہزار روپے جمع کر کے اس کا موبائل خریدا۔ دوسرے دن رشتہ داروں سے مل کر واپسی میں گاڑی میں بیٹھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آیا اور ان سے موبائل چھین کر لے گیا۔ ایک جھٹکے میں ۵۵ ہزار کا موبائل گیا۔ کئی بار موبائل بچانے میں جان چلی گئی۔ ایسے ایسے نوجوان ہیں کہ گھر میں غربت ہے، جو تھوڑا بہت جیب خرچ ملتا ہے، وہ روپے جمع کئے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی تیس ہزار کا موبائل لے لیا کہ فلاں کے پاس ہے تو میں کیوں نہ لوں۔ اس لئے اس بات کا خیال رکھو، اللہ تعالیٰ نے جو پیسے دیئے ہیں، اس کی حفاظت کرو، فضول ضائع مت کرو۔

نماز، ذکر اور تلاوت سے محرومی: قرآنِ پاک صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنا نہیں آتا، تلاوت، ذکر، نماز کی فکر نہیں، بس مفت پیکیج کرا کے باتیں کر رہے ہیں اور اپنی عبادات کو بھولے ہوئے ہیں، فجر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے۔ ہماری ماں، بہن، بہو، بیٹیاں وقت پر نماز پڑھتی ہیں؟ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی ہیں؟ درود شریف پڑھتی ہیں؟ ذکر کرتی ہیں؟ بہشتی زیور کو کتنے مہینے سے ہاتھ نہیں لگایا؟ اصلاحِ اخلاق کتنے مہینے سے نہیں پڑھی؟ مناجاتِ مقبول کتنی پڑھتے ہیں؟ گھنٹوں فون پر باتیں، غیبت، فضول قصوں کی وجہ سے تلاوت جیسی نعمت سے خود کو محروم کر رکھا ہے۔ موبائل کی سب خرافات کے لئے وقت ہے، ساری رات جاگ کر موبائل میں لگے ہوئے ہیں، مگر فجر کی نماز نہیں پڑھتے، تہجد نہیں پڑھتے جبکہ تہجد کے کتنے فضائل ہیں۔ بتائیں کہ جو ساری ساری رات موبائل میں لگا ہوگا، اسے اس فضیلت کی فکر ہوگی؟ ذرا سوچیں کہ یہ موبائل ہمیں اللہ سے کتنا دور کر رہا ہے۔ خود رائی سے خدا کی محبت نہیں ملتی۔ شیخ کو خط میں حالات لکھیں کہ کتنا ذکر کرتے ہیں؟ کتنی تلاوت ہوتی ہے؟ اپنے تلفظ کی تصحیح کرا رہے ہیں یا نہیں؟ مگر جب دل میں

تڑپ ہوتو اصلاح کرائے۔رات دیر تک جاگنے والے چاہے موبائل میں کوئی ویڈیو نہ دیکھیں یا کوئی گناہ نہ بھی کریں، لیکن اگر اللہ نے پوچھ لیا کہ مجھ سے آدھا گھنٹہ بات کیوں نہیں کی تو کیا جواب دیں گے؟ اللہ تعالیٰ سے بات کرنا کیا ہے؟ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا۔

وقت کی بربادی: اسمارٹ فون پر اتنے آپشن ہوتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! ایک صاحب اپنے موبائل پر کوئی جائز چیز مجھے دکھانا چاہتے تھے، تو اس فون میں سامنے ۲۰ ڈبے بنے ہوئے تھے، ایک کو دبایا تو اندر مزید کئی ڈبے، اس کو ہٹایا تو دوسرا ڈبہ آیا، اس میں بھی پندرہ چیزیں۔ قیمتی وقت انہی چیزوں میں خرچ ہورہا ہے، کبھی یہ بٹن دباؤ، کبھی دوسرا، محض یہ دیکھنے کے لئے کہ اس آپشن میں کیا ہے؟ یہ تو ان دوستوں کا حال ہے جو خرافات سے بچتے ہیں، لیکن دیکھئے کتنا وقت ضائع ہوجاتا ہے۔ ہماری جن ماں بہن بہو بیٹیوں کے پاس سادہ موبائل ہے تو اسے بھی ضرورت کے وقت استعمال کریں، یہ نہیں کہ ہر ایک کو فضول فون کریں۔ اپنے اپنے شیخ سے اصلاح کرانی چاہیے کہ موبائل پر میرا کتنا وقت لگتا ہے؟

فضول کاموں میں ابتلاء: ایسے میسج آتے ہیں، آپ کے پاس بھی آتے ہوں گے کہ اس بات کو اتنا پھیلاؤ کہ گھوم کر تمہارے پاس آجائے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا میں اور کوئی کام ہی نہیں ہے، بس بیٹھے یہی کام کرتے رہیں۔ پوری دنیا کی خبریں سب سے پہلے دینے کی بُری عادت پڑی ہوئی ہے کہ پہلے میرا نام ہوجائے کہ میں نے خبر دی، فوراً وائرل کرتے ہیں، کسی کو دھکا آیا یا ایسی بات جس سے لوگ مذاق اُڑائیں، حتیٰ کہ ایک آدمی کا حادثہ ہوگیا وہ زخمی پڑا ہے اس کی مدد نہیں کرتے بلکہ ویڈیو بناتے ہیں، شیئر کرکے دل دُکھاتے ہیں۔

کاروبار تباہ اور امانت میں خیانت: نیٹ، کیبل اور موبائل فون کی وجہ سے لوگ رات کو دیر تک اسی میں مصروف رہتے ہیں، پھر نیند کی کمی کی وجہ سے اپنی ملازمت، کاروبار وغیرہ کے لئے وقت پر پہنچنے میں سستی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے کاروبار کا نقصان ہوتا ہے، یا دفاتر اور ڈیوٹی کے اوقات میں بجائے اپنی ڈیوٹی سنبھالنے کے موبائل پر غیر ضروری باتوں میں مصروف نظر آتے ہیں، جس سے تنخواہ کے ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ کام کے لئے آنے والے لوگوں کو تکلیف اور ان کے کاموں میں تاخیر ہوتی ہے مگر ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ (جاری ہے)

مخلصانہ مشورہ

نیم حکیموں سے علاج کرانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔
ہمیشہ مستند اور تجربہ کار معالج سے علاج کروائیں۔ بفضل تعالیٰ 80 سال عمر اور 40 سالہ طبی تجربہ ہے
فاضل الطب والجراحت اور مستند پنجاب فارمیسی کونسل ہوں۔ پنجاب ہیلتھ کیئر سے رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہوں
طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار-3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند لے چکا ہوں۔ متحدہ طبی محاذ کا سرپرست اعلیٰ ہوں۔
میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء مبلغ 800 روپے میں خرید کر علاج بالتدبیر اور علاج باالغذا خود کریں
طویل تجربہ کے بعد مندرجہ ذیل کورسز تیار کیئے ہیں۔ ان میں کوئی نشہ آور۔ زہریلی اور ایلوپیتھک دوائی شامل نہیں ہے
جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں مس کال نہیں کال کیجئے
یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
جاز کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

نسیان	دمہ	دل کے وال بند ہونا	بھوک بند ہونا	گیس	نقرس	السر	سلسل البول	بے اولادی	مہروں کا خلاء	چھوٹا قد	ٹینشن	طلاء محرک	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	تھیلاسیمیا
مرگی	تپ دق	دل گھبرانا	دائمی قبض	پتھری گردہ	عرق النساء	شوگر	بول بستری	بندش ٹیوبز	اولاد نرینہ	الرجی	طلاء مسمن	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	کمی سپرم	ہیموفیلیا
بند نزلہ	ٹی بی	سانس پھولنا	سوزاک	وجع المفاصل	کمر درد	برص	بال گرنا	اسقاط	سوکڑا	قطرے آنا	طلاء ملذذ	خاموش جنون	اماس	کمی انتشار	عنانت
کیرا	دل کا دورہ	ناک کی ہڈی بڑھ جانا	بواسیر	تحجر المفاصل	تشنج و کزاز	رسولیاں	بال سفید ہونا	ہسٹریا	دبلاپن	پس سیل	طلاء ممسک	فالج	استسقاء	کجی لاغری کوتاہی	ایزوسپرمیا
لکنت	دل میں سوراخ	تریاق نشہ	بھگندر	گینٹھیا	ایڑی کا درد	تقطیر البول	اٹھرا	کمی خون	موٹاپا	کڑل پڑنا	طلاء مطول	اعضاء کا سن ہونا	اعصابی کمزوری	لیوکیمیا	سدا جوانی

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلۂ خزرج کے نمایاں سردار اور یثرب کے معدودے چند زعماء میں سے تھے۔ وہ نہایت ذہین، حاضر جواب، خوش بیان اور بلند آواز شخص تھے۔ جب بولتے تو محفل پر چھا جاتے اور جب تقریر کرتے تو سامعین کو مسحور کر لیتے۔ وہ یثرب کے ان افراد میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے جیسے ہی نوجوان مکی داعیٔ اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پُرسوز و دلکش آواز اور بلند و دل گداز لہجے میں قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے سنا، اس نے اپنی حلاوتِ تاثیر سے ان کی سماعت کو اسیر کر لیا، اپنے حُسن بیان سے ان کے دل کو اپنے قابو میں کر لیا اور اپنی ہدایت وتشریع سے ان کی عقل کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو ایمان کے لئے کھول دیا اور پیغمبر اسلام کی جماعت میں شمولیت اختیار کر لینے کی وجہ سے ان کے ذکر کو بلند کر دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قبیلے کے شہسواروں پر مشتمل ایک جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاندار استقبال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک موثر تقریر کی جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام سے اور اس کا اختتام ان الفاظ پر کیا:

’’اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم ہر اس چیز سے آپ کی حفاظت کریں گے جس سے اپنی، اپنی اولاد کی اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں، تو ہمیں اس کے بدلے میں کیا چیز ملے گی؟‘‘

جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جنت۔‘‘

جنت کا لفظ جیسے ہی لوگوں کے پردۂ سماعت سے ٹکرایا، ان کے چہرے فرطِ مسرت سے جگمگا اٹھے اور ان کی پیشانیاں خوشی سے دمکنے لگیں اور سب نے یک زبان ہو کر کہا:

’’رضينا يا رسول الله.... رضينا يا رسول الله!‘‘

اور اس روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو اپنا خطیب بنا لیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کے شاعر تھے۔ جب بھی عرب قبائل کے وفود اپنے فصیح البیان خطبا اور قادرالکلام شعراء کو لے کر مفاخرہ یا مناظرہ کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خطیبوں کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت ثابت بن قیسؓ کو طلب فرماتے تھے۔

حضرت ثابت بن قیسؓ پکے مومن، سچے متقی، اپنے رب سے ڈرنے والے اور ہر اس چیز سے سختی کے ساتھ اجتناب کرنے والے تھے جو

اللہ تعالیٰ کو غضبناک کر دے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ اور غمگین ہیں اور خوف وخشیت کے مارے کانپ رہے ہیں تو اُن سے پوچھا:

’’ابومحمد! تمہیں کیا ہوا ہے؟‘‘

’’اے اللہ کے رسول! ڈرتا ہوں، کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔‘‘ انہوں نے جواب دیا۔

’’وہ کیوں؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سوال کیا۔

’’اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ناکردہ اعمال پر تعریف کی خواہش کرنے سے منع فرمایا ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مجھے اپنی تعریف اچھی لگتی ہے۔ اسی طرح اس نے خود پسندی سے بھی روکا ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں خود کو پسند کرتا ہوں۔‘‘ انہوں نے جواب دیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی دیر تک ان کو تسلی دیتے رہے۔ پھر آخر میں ارشاد فرمایا:

’’یا ثابت! الا ترضٰی ان تعیش حمیداً وتقتل شھیداً وتدخل الجنۃ‘‘

ترجمہ: ’’ثابت! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم ایک قابلِ تعریف زندگی گزارو، شہید کی موت مرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔‘‘

یہ مژدۂ جانفزا سن کر حضرت ثابتؓ کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا اور وہ بے ساختہ بول اٹھے:

’’بلیٰ یا رسول اللہ .... بلیٰ یا رسول اللہ .... کیوں نہیں اے اللہ کے رسول .... کیوں نہیں۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ چیزیں تمہیں حاصل ہوں گی۔‘‘

اور جب اللہ تعالیٰ کا قول:

’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔‘‘ (الحجرات:۲)

ترجمہ: ’’اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔‘‘

نازل ہوا تو حضرت ثابت بن قیسؓ .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدید محبت اور گہرے تعلق کے باوجود .... آپ کی مجالس سے کنارہ کش ہو کر اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے، یہاں تک کہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے سوا دوسری کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق دریافت کرتے ہوئے فرمایا:

’’ان کا حال مجھ کو کون بتا سکتا ہے؟‘‘

تو ایک انصاری نے کہا: ’’اے اللہ کے رسول! ان کی خبر میں آپ کو دے سکتا ہوں۔‘‘

اور جب وہ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سرنگوں رنج وغم سے گھل رہے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھا کہ ابومحمد! آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

’’بہت بُرا‘‘ اور جب اس کا سبب دریافت کیا تو بولے:

’’تم جانتے ہو کہ میری آواز اونچی ہے جو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے اور اس کے متعلق قرآن میں جو کچھ نازل ہو چکا ہے وہ بھی تمہارے علم میں ہے۔ میں تو اپنے بارے میں یہی سمجھتا ہوں کہ میرے سارے اعمال رائیگاں ہو گئے اور میں اہل دوزخ میں سے ہوں۔‘‘

انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آ کر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا، سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

’’جا کر ان سے کہہ دو کہ تم اہل جہنم میں سے نہیں بلکہ اہل جنت میں سے ہو۔‘‘ یہ ان کے لئے ایک غیر معمولی بشارت تھی جس کی اُمید وہ زندگی بھر کرتے رہے۔

حضرت ثابت بن قیسؓ غزوۂ بدر کے سوا تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور اس شہادت کی طلب میں ... جس کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دی تھی ... جنگ کے خطرناک ترین معرکوں میں گھستے رہے مگر ہر بار وہ ان کے بالکل قریب سے ہو کر گزر جاتی اور وہ اسے حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب کے درمیان مرتدین کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت حضرت ثابت بن قیسؓ انصار کے علمبردار، حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ مہاجرین کے سردار

اور حضرت خالد بن ولیدؓ پوری فوج کے سپہ سالار تھے جس میں انصار و مہاجرین اور عرب بادیہ نشین سب شامل تھے۔

جنگ کے پہلے مرحلے کے بیشتر معرکوں میں قوت وغلبہ کا توازن لشکرِ مجاہدین کے مقابلے میں مسیلمہ اور اس کے لشکر کی طرف تھا، یہاں تک کہ وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں داخل ہوگئے اور ان کی بیوی ام تمیم کو قتل کر دینا چاہا۔ انہوں نے خیمے کی طنابیں کاٹ ڈالیں اور اس کو بُری طرح پھاڑ ڈالا۔ حضرت ثابتؓ نے اس روز مسلمانوں کی کمزوری اور ان کے انتشار و پراگندگی کے جو مناظر دیکھے اور ایک دوسرے پر طعن وتشنیع اور الزام تراشی کی جو باتیں سنیں، انہوں نے ان کے دل کو رنج والم اور ان کے دل کو غم واندوہ سے بھر دیا۔ اس وقت شہروں کے رہنے والے، بادیہ نشینوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے اور صحرا نشین شہریوں کو طعنہ دے رہے تھے کہ یہ ٹھیک سے نہیں لڑ رہے ہیں اور انہیں کیا معلوم کہ جنگ کیسی لڑی جاتی ہے۔ اس وقت حضرت ثابتؓ نے کفن سر سے باندھا اور مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہوکر ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ’’مسلمانو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ کتنی بُری ہے یہ حرکت کہ تم نے دشمن کو اپنے اوپر جرأت کا موقع فراہم کیا اور کیسی ناپسندیدہ ہے یہ بات کہ تم نے ان کے سامنے کم ہمتی اور پست حوصلگی کا ثبوت دیا۔‘‘ پھر اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: ’’خدایا! مسیلمہ اور اس کے متبعین نے جس شرک کا ارتکاب کیا ہے اور مسلمانوں نے جس کمزوری کا اظہار کیا ہے اس میں اس سے تیری جناب میں اپنی برأت اور لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں۔‘‘ پھر حضرت براء بن مالک انصاریؓ، حضرت عمرؓ کے بھائی حضرت زید بن خطاب اور حضرت سالم مولیٰ ابن حذیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہم جیسے مبارک وفرخندہ فال صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے اور شجاعت و مردانگی کی ایسی مثال قائم کردی جس نے مسلمانوں کے دلوں کو غیرت وحمیت اور دشمن کے سینوں کو خوف ورعب سے بھر دیا۔ وہ برابر لڑتے اور ہر ہتھیار سے مقابلہ کرتے رہے تا آنکہ زخموں سے چُور ہوکر میدان جنگ میں گر پڑے اور اس شہادت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں جس کی بشارت ان کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی اور اس فتح سے ان کا دل خوش ہوگیا، جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ذریعے عطا فرمائی۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک قیمتی زرہ تھی۔ ایک مسلمان اُدھر سے گزرا تو اس نے وہ زرہ ان کے جسم سے اتار کر اپنے پاس رکھ لی، ان کی شہادت کی اگلی رات کو ایک مسلمان نے ان کو خواب میں دیکھا، انہوں نے اس سے کہا: ’’میں ثابت بن قیس ہوں، تم مجھے پہچانتے ہو؟‘‘

اس نے کہا: ’’ہاں!‘‘ تو انہوں نے کہا:

’’میں تم کو ایک وصیت کر رہا ہوں۔ خبردار! اس کو ایک خواب کی بات کہہ کر ٹال نہ دینا۔ کل جب میں قتل کر دیا گیا تو اس اس حلیے کے ایک مسلمان کا گزر میری طرف سے ہوا، اس نے میری زرہ اتار لی اور اسے اپنے خیمے میں... جو کیمپ کی فلاں سمت میں واقع ہے... لے گیا اور اس کو ایک ہانڈی کے نیچے رکھ کر اس کے اوپر سے کجاوہ رکھ دیا۔ تم خالد بن ولیدؓ کے پاس جاکر ان سے کہنا کہ وہ زرہ لینے کے لئے کسی آدمی کو اس کے پاس بھیج دیں، وہ زرہ ابھی تک اسی جگہ پر ہے اور میں تم کو ایک دوسری وصیت بھی کر رہا ہوں۔ خبردار! اس کو ایک سونے والے کا خواب سمجھ کر نظر انداز نہ کرنا، خالد سے کہنا کہ جب آپ مدینہ میں خلیفہ کے پاس پہنچیں تو ان سے کہیں کہ ثابت بن قیس کے ذمے یہ، یہ قرضے ہیں اور ان کے فلاں، فلاں غلام آزاد ہیں۔ وہ میرے قرضے ادا کردیں اور میرے غلاموں کو آزاد کردیں۔‘‘

جب وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا تو اس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس جاکر جو کچھ سنا اور دیکھا تھا سب ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے ایک آدمی کو زرہ لینے کے لئے بھیجا اور وہ اس کو اسی جگہ ملی، جس کی نشاندہی انہوں نے کی تھی۔ چنانچہ اسے لاکر ان کے سامنے پیش کردیا اور جب حضرت خالد مدینہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت ثابتؓ کی بات بتائی اور ان کی وصیت بیان کی، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی وصیت کو نافذ کردیا۔

حضرت ثابت بن قیسؓ کے سوا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے مرنے کے بعد کی کوئی وصیت نافذ کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت ثابت بن قیسؓ سے راضی ہو اور ان کو راضی کرے اور اعلیٰ علیین میں اُن کا ٹھکانہ بنائے۔ آمین۔ ☆☆

وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے

خطاب:.... حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ (صدر جمعیۃ علمائے ہند)
تلخیص وترتیب: مفتی محمد صادق حسین قاسمی کریم نگری

جمعیۃ علمائے ہند کے زیر اہتمام اور جمعیۃ علمائے تلنگانہ وآندھرا پردیش کے زیر انتظام مسجد عالم گیر بیگم پیٹ مادھاپور حیدر آباد میں ۱۷، ۱۸ جنوری ۲۰۲۴ء بروز چہارشنبہ وجمعرات حضرت مولانا حافظ پیر شبیر صاحب صدر جمعیۃ علمائے تلنگانہ وآندھرا پردیش کی صدارت میں دو روزہ ورکشاپ برائے مثالی اضلاع کا کامیاب پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں مفکر قوم وملت، قائد جمعیۃ حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیۃ علمائے ہند اور حضرت مولانا حکیم الدین صاحب قاسمی مدظلہ ناظم عمومی جمعیۃ علمائے ہند شریک رہے۔ مولانا ڈاکٹر ساجد فلاحی (موٹیویشنل اسپیکر) صاحب کے تربیتی بیانات بھی ہوئے۔

اجلاس کی پہلی نشست میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے پوتے اور قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ نے بڑا پُر مغز اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ خطاب کیا تھا، ایک دلِ دردمند کی صدا تھی، قوم و ملت کے فکر مند کی آواز تھی، ملت کے لئے احساسِ دروں پیدا کرنے کی پکار تھی، اپنی صلاحیت اور فکر وقابلیت کو قوم وملت کے لئے لگانے کی تڑپ تھی، دل کو جھنجھوڑ دینے، ذمہ داری کے احساس کو بیدار کرنے، اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اس کو صحیح استعمال کرنے کی دعوتِ فکر وعمل تھی۔ روایتی اندازِ خطاب سے الگ ایک مؤثر اور فکر انگیز بیان تھا۔

آپ کا اندازِ بیان علامہ اقبال کی زبان میں کچھ اس طرح تھا کہ:

تونے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

اس خطاب کی تلخیص اور چند اہم باتیں افادۂ عام کی غرض سے اپنے الفاظ میں نذرِ قارئین کی جارہی ہیں، اس اعتراف کے ساتھ کہ اُس بیان کی کیفیت کو الفاظ میں منتقل نہیں کیا جاسکتا، لطف اور مزہ، کیفیت اور تاثیر تو براہِ راست ہی میں زیادہ ہوتی ہے:

’’نیت کی اصلاح:

ہمیں اپنی تمام خدمات میں نیت کو درست کرنا ضروری ہے، نیت صحیح ہوگی تو خدمات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہوں گی، ورنہ ہماری محنت اکارت جائے گی۔ آپ جانتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعمال کی درستی کے لئے نیت کو شرط قرار دیا۔ اگر ہماری نیتیں درست ہوں گی تو اللہ تعالیٰ ہم سے کام بھی لیں گے، اور اگر نیتوں میں خرابی آجائے تو ہمارے کام بھی ادھورے رہ جائیں گے۔ اس لئے خدمات انجام دیتے ہوئے ہمیشہ نیت کو صحیح رکھنے کی فکر کریں۔

اتباع سنت:

دوسری اہم چیز یہ ہے ہمارا ہر کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۂ آلِ عمران (آیت نمبر: ۳۱) میں اپنی محبت کو اتباع سنت پر موقوف فرمایا ہے، یعنی تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو، میری محبت تم کو حاصل ہو جائے گی۔ اتباعِ سنت ہی پر کاموں اور خدمات کی بنیاد ہے۔ اتباعِ سنت ہی سب سے بڑی کرامت ہے، ایک بزرگ کے بارے میں ہے کہ ان کے یہاں ایک مرید تقریباً بارہ سال رہا، اور خدمت انجام دیتا رہا، لیکن بارہ سال کے بعد جانے اور شیخ کو چھوڑ کر رخصت ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔ شیخ نے پوچھا: کیوں جانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ آپ بڑے بزرگ ہیں، آپ کی صحبت میں رہوں گا تو آپ کی بڑی بڑی کرامتیں دیکھوں گا۔ مگر کوئی خاص کرامت مجھے اس پورے عرصے میں نظر نہیں آئی۔ بزرگ نے پوچھا: کیا اس پوری مدت میں تم نے مجھ سے کوئی خلافِ سنت کام ہوتے ہوئے دیکھا؟ تو مرید نے بہت سوچنے کے بعد جواب دیا کہ اس بارہ سالہ عرصہ میں کوئی کام خلافِ سنت آپ سے ہوتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔ تو شیخ نے فرمایا کہ اس سے بڑی

کرامت اور کیا ہوگی۔ یعنی اتباع سنت ہی اصل کرامت ہے، اسی سے آدمی کی فوز و فلاح اور کامیابی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اس پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔

جذبہ خدمت کی ضرورت:

قوم کا جو سردار ہوتا ہے، وہ قوم کا خادم ہوتا ہے، یہی تعلیم ہم کو دی گئی ہے، اس لئے اپنے اندر خدمت کے جذبے کو پروان چڑھائیں، اگر آپ صدر نہ بھی ہوں اور قوم کی، جماعت کی بے لوث خدمت کریں تو آپ قابل قدر ہیں، اور اگر صدر ہیں لیکن خدمت کا جذبہ نہیں ہے تو لا حاصل ہے۔ صدر بننا مقصود نہیں ہے بلکہ خدمت گزار بننا ضروری ہے، اور جو سچی نیت سے لگا ہوا ہوگا وہ عہدے کے بغیر بھی خدمات انجام دینے کے لئے تیار رہے گا، اسی لئے خادم بنئے اور کسی عہدہ و منصب کے بغیر خدمت کرنے والے بنیں۔ تواضع اختیار کیجیے، ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں میں خدمت والی صفات پیدا ہوں، وہ لوگوں کو لے کر چلنے والے بنیں۔

جسمانی صلاحیت:

اپنی صحت کی بھی فکر کیجیے، روزانہ تھوڑی ورزش کیجیے تاکہ صحت بہتر رہے، کھانا کھائیے، کم کھانے کو تو نہیں کہا جائے گا، لیکن اتنا زیادہ بھی مت کھائیے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہو، کیوں کہ زیادہ کھانا آدمی کو کاہل اور سست بنا دیتا ہے۔

آج کا کام کل پر نہ ڈالیں:

اگر کچھ کام کرنے کا ارادہ ہو تو اُسے کل پر مت ٹالیئے، بلکہ آج ہی سے اُس کام کو شروع کر دیجیے، کیوں کہ جو لوگ آج کے کام کو کل پر ٹال لیتے ہیں پھر وہ لوگ کام نہیں کر پاتے ہیں، اور ٹال مٹول میں ان کے ارادے اور عزائم ختم ہو جاتے ہیں۔

معاف کرنا:

معاف کرنا سیکھئے، اس لئے کہ معاف کرنے سے آپ کی شخصیت کا لیول بڑھتا چلا جائے گا، اور معیار بلند ہو جائے گا، معاف کرنے میں انسان کو راحت ہی راحت ہے، جو لوگ معاف نہیں کرتے اور معمولی معمولی باتوں پر انتقام کا مزاج بنا لیتے ہیں وہ پھر خود ہی حسد اور انتقال کی آگ میں جلتے رہتے ہیں، کسی بھی طرح ان کو سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ معاف کرنا بڑی صفت ہے، یہ صفت جس کے اندر آتی ہے اُس کی شخصیت کو سنوار دیتی ہے۔ معاف کرنے سے محبتیں بڑھتی ہیں اور تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔

خود کو پہچانیے:

اپنی عزت کرنا سیکھیں، اپنے آپ کو پہچانیے، کہا گیا ہے، جو اپنے آپ کو پہچانے گا وہ اپنے رب کو پہچانے گا، ''من عرف نفسه عرف ربه'' اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیجیے، اللہ تعالیٰ نے آپ میں جو خوبی اور کمال رکھا ہے، اس کو جانیئے اور اس کو درست استعمال کیجیے، اپنی صلاحیت کو استعمال کرنے سے وہ بڑھتی ہے، اور نفع رسانی کا ذریعہ بنتی ہے۔ ڈھونڈیئے اپنے آپ کو، اور اس کے ذریعہ اچھے کام کرنے کا عزم و ارادہ کیجیے۔ خود کو اتنا مصروف کر لیجیے کہ خواب میں آنا چاہیں تو اجازت مانگ کر آئیں، کیوں کہ جو لوگ مصروف ہو جاتے ہیں تو اُن کو بے کار خواب و خیال کی فرصت نہیں ملتی، بلکہ وہ دن رات اپنے کام میں سرگرداں اور مصروف رہتے ہیں۔ جو لوگ ساتھ نہیں دینا چاہتے ہیں ان کو چھوڑیئے، اور جو زندگی سے نکلنا چاہتے ہیں ان کو نکال دیجیے، تاکہ آپ کے کاموں میں خلل نہ ہو۔

اچھے دوست بنائیے:

اچھے دوست بنائیے، کیوں کہ انسان اکیلا نہیں رہ سکتا، اچھے دوست چاہے آپ دینی علوم سے وابستہ ملیں، یا عصری علوم سے وابستہ ملیں، ان کو ضرور اپنا بنائیے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آئیے، بلکہ اپنوں کے علاوہ غیروں میں بھی اگر کوئی اچھا ملتا ہے تو اس کو بھی اپنا دوست بنائیے۔ اچھے دوست آپ کے کام میں معاون ہوں گے۔

گھر والوں سے حسن سلوک:

حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کے سب سے زیادہ مستحق آپ کے گھر والے ہیں، آپ کے والدین ہیں، آپ کی بیوی اور بچے ہیں۔ بچوں کے ساتھ دوستی کیجیے، تاکہ وہ آپ سے اپنی ہر بات بیان کر سکیں، انہیں آپ کی موجودگی سے خوشی ہو، اگر آپ باہر ہوں تو وہ آپ کے گھر آنے کا انتظار کریں، وہ اپنی ہر غلطی کا اعتراف آپ سے کر سکیں، گھر میں بچوں کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیں، آپ سرپرست بن کر ان کے غلط فیصلوں کی نشان دہی کریں، تاکہ وہ دنیا کو سمجھ سکیں، ذمہ داریوں کو محسوس کر سکیں، اگر آپ اپنے بچوں کو گھر میں محبت اور اپنائیت نہیں دیں گے تو باہر تلاش کریں گے اور اس کے نتیجے میں آپ کا گھر بے رونق ہو جائے گا۔

زمانہ گوش بر آواز ہے:

میں اکثر کہتا ہوں کہ ''زمانہ گوش بر آواز ہے'' لوگ آپ کے انتظار میں ہیں، ان کو آپ کی سخت ضرورت ہے، یقین جانیے برصغیر کی تقدیر کو بدلنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر

رکھی ہے، آپ زمانہ کو سمجھیں، لوگوں کی ضروریات کو سمجھیں، جو لوگ آپ کو برا بھلا کہتے ہیں وہ آپ کے دشمن نہیں ہیں بلکہ وہ اس لئے بُرا بھلا کہتے ہیں انہیں آپ ہی سے امیدیں وابستہ ہیں، انہیں معلوم ہے کہ آپ ہی نظام کو بدل سکتے ہیں، آپ ہی انقلاب برپا کرسکتے ہیں۔ آپ کے اکابر نے ہی انقلاب برپا کیا، تو وہ صلاحیت وفکر آپ میں بھی لوگ دیکھنا چاہتے ہیں، جب انہیں وہ نظر نہیں آتے، اور ان کی امیدیں ٹوٹتی نظر آتی ہیں تو وہ آپ کے خلاف بولتے ہیں۔ آپ اٹھیے اور حالاتِ زمانہ کو بدلنے میں اپنا کردار ادا کیجیے۔ اس ملک کو آپ کی صلاحیتوں کی سخت ضرورت ہے۔ کام کرنے کا موقع اس سے پہلے ایسا نہیں تھا، جیسا اب ہے، بھرپور کام کرنے کے تقاضے اس وقت موجود ہیں۔"

آخری بات:

حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ کی تقریر کا ہر لفظ اپنے اندر درد اور پیغام لیے ہوئے تھا، اور وہ اس طرح ارکانِ جمعیۃ کے سامنے اپنے دل کی بے چینیوں کو پیش کررہے تھے۔ یقیناً جس کے سامنے حالات ہوں، تیزی کے ساتھ بدلتا ہوا دنیا کا منظرنامہ ہو، سسکتی انسانیت زخموں سے چُور افراد ہوں، لوگ اپنی دوا اور مرہم کی تلاش میں میں پریشان نظر آتے ہوں تو پھر اس وقت زبان دل کے درد کی ترجمان بن جاتی ہے، اور پھر ایسے بے لوث قوم وملت کے قائد ورہبر جہاں جاتے ہیں ذمہ دارانِ قوم کو بالخصوص جگاتے اور بیدار کرتے جاتے ہیں:

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

آخر میں آپ کی تقریر کا خلاصہ علامہ اقبال کی زبان میں مختصر یہ ہے:

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کی حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری
وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

حکیم محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ کا مظلومانہ قتل .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ایک بھائی مولانا حافظ محمد علیؒ تھے۔ تحریک ہجرت میں لاہور سے افغانستان ہجرت کی۔ تحریک کے اختتام پر جہاں اور حضرات واپس آئے تو مولانا محمد علیؒ نے پاکستان واپسی اختیار کی۔ پشاور اور نوشہرہ کی آب وہوا پسند آ گئی تو نوشہرہ کو مسکن بنالیا۔ مولانا محمد علیؒ کے فرزند ارجمند جناب محمد اسعد تھے۔ جناب محمد اسعد کے ایک فرزند ارجمند ہمارے نوشہرہ مجلس کے امیر قاری محمد اسلم مدظلہ ہیں۔ دوسرے فرزند حکیم محمد سلیم تھے۔ دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، صحیح العقیدہ مسلمان ہشتنگری پشاور میں مطب چلاتے تھے۔ طلبا وعلماء کرام کا علاج مفت کرتے۔ انتہائی بااخلاق و ملنسار انسان تھے۔ اپنے حسن اخلاق سے مریض کا دل موہ لیتے، جس سے مریض کی آدھی بیماری دور ہوجاتی۔ ہمارے قاری محمد اسلم مدظلہ مہتمم مدرسہ ترتیل القرآن بابا کرم شاہ نوشہرہ شکل وشباہت اور وضع قطع کے اعتبار سے خالص پٹھان معلوم ہوتے ہیں اور پنجابی زبان پر بھی قدرت نہیں رکھتے، جبکہ حکیم صاحب پنجابی زبان اتنی صاف ستھری بولتے کہ جس سے معلوم ہوتا کہ انہیں پشتو کی ہوا تک نہیں لگی۔ راقم الحروف کی ان سے دومرتبہ ملاقات ہوئی۔ اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ مدتوں کی شناسائی ہے۔ تین چار ماہ پہلے ان کے مطب پر بھی حاضری ہوئی اور انہوں نے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی ادویات سے راقم کی خدمت کی۔ راقم ۲۶ رنومبر سے ایک ہفتہ کے دورہ پر خیبر پختونخوا گیا۔ ۲۶ رنومبر کو صوابی میں منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت اور خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد ازاں نوشہرہ، چارسدہ، بنوں، سرائے نورنگ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مدارس میں چناب نگر کورس کے سلسلہ میں بیانات ہوئے۔ ۳۰ رنومبر ۲۰۲۳ء کو یہ وحشت ناک خبر سنی کہ قاری صاحب کے برادر محترم حکیم محمد سلیم اپنے فرزند حافظ عبدالرحمٰن، داماد عبدالودود سمیت شہید کردیئے گئے۔ ایسے وقت اطلاع ہوئی کہ کوشش کی جاتی تب بھی جنازہ میں شرکت نہ ہوسکتی تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد دو بجے دوپہر ہشت نگری میں اپنے مطب پر بیٹھے مریضوں کی خدمت میں مصروف تھے کہ انہیں بیٹے اور داماد سمیت انتہائی بے دردی سے شہید کردیا گیا۔ ان کے داماد عبدالودود کا جنازہ نو بجے رات چمکنی پشاور میں ہوا۔ جبکہ حکیم محمد سلیمؒ اور ان کے فرزند ارجمند حافظ عبدالرحمٰن کی نماز جنازہ حضرت مولانا قاری محمد اسلم سلمہ کی اقتدا میں ادا کی گئی اور انہیں ان کے رہائشی علاقے ترناب فارم میں سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ پاک مرحومین اور ظلماً قتل ہونے والے شہداء کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ حکیم محمد سلیمؒ کی عمر باسٹھ سال تھی۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان اگلے دن نوشہرہ پشاور تشریف لے گئے اور مظلوم شہداء کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

اُمتِ مسلمہ کی خصوصیت.... اعتدال اور میانہ روی

مولانا عبدالمتین، لیاری کراچی

قرآن کریم میں ہے:

”وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا۔“ (البقرہ:۱۴۳)

ترجمہ: ”اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے، تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔“

یہ سورۂ بقرہ کی آیت ہے جس میں اللہ ربّ العزت اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے حوالے سے ایک خاص بات بیان فرماتے ہیں۔ قرآن کریم کے مذکورہ مضمون کے سیاق وسباق میں امت مسلمہ کے حوالے سے باتیں ذکر ہوئی ہیں: ۱۔امت کے افراد یعنی امت مسلمہ۔ ۲۔امت کا مرکز یعنی بیت اللہ۔ ۳۔امت کے نبی یعنی نبی کریم محمد مصطفی ﷺ۔

اُمتِ مسلمہ کی خصوصیت:

اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ: ”وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا“ اور ”(مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔“

اللہ ربّ العزت اس آیتِ کریمہ میں اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے ایک خاص اصطلاح ذکر فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں ”اُمت وسط“ بنایا ہے۔ عربی میں ”وسط“ درمیانہ پن، اعتدال، میانہ روی اور بیچ کے راستے کو کہتے ہیں۔

اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ جو چیز درمیان میں ہوتی ہے، وہ زیادہ اچھی لگتی ہے اور زیادہ آویزاں ہوتی ہے۔ اور اسی طرح کسی مجلس میں اسٹیج جب بنتا ہے تو بالکل بیچ میں بنتا ہے اور صدرِ مجلس کی کرسی بالکل اسٹیج کے بیچ میں لگائی جاتی ہے، تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ اس مجلس میں سب سے معزز ہیں، تو اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ تمہاری بھی خصوصیت ایسی ہی ہے کہ تم افراط وتفریط کا شکار نہیں ہو، نہ تم حد سے آگے بڑھنے والے ہو اور نہ حد سے گزرنے والے ہو، اس لیے کہ ہم نے تمہیں ایک معتدل اور درمیانی امت بنایا جو اعتدال پر اور انصاف پر قائم رہنے والی ہے، تاکہ روزِ محشر تم لوگوں پر گواہ بن سکو اور حضور ﷺ تم پر گواہ بن سکیں، لہٰذا تمہاری سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تم امتِ معتدل اور امت وسط ہو اور درمیانے پن کے ساتھ رہنا جانتے ہو اور تمہیں اعتدال اور انصاف کرنا آتا ہے۔

روزِ محشر اُمتِ مسلمہ کی خصوصیت:

رسول اللہ ﷺ کے دنیا میں آنے سے پہلے ماضی میں بہت سی اُمتیں رہی ہیں، لیکن اللہ ربّ العزت نے کسی اُمت اور کسی قوم کو یہ اعزاز نہیں بخشا جو اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو بخشا ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ روزِ محشر جب تمام لوگ جمع ہوں گے تو کل ایک سو بیس صفیں قائم ہوں گی، جن میں سے ۸۰ صفیں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ہوں گی اور بقیہ چالیس صفیں دیگر اُمتوں کی ہوں گی۔

پچھلی امتوں میں افراط وتفریط اور اُمتِ محمدیہ کی فضیلت:

پچھلی جتنی اُمتیں گزری ہیں ان میں یہی خرابی پیدا ہوگئی تھی کہ وہ بات کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کرتے یا بہت ہی زیادہ معمولی بنا دیتے تو اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی یہی خصوصیت بتائی کہ یہ باتوں کے اعتدال کو جانتی ہے اور دین و شریعت کے مزاج کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا اس اُمت کو آتا ہے، اسی وجہ سے اس امت کو آخری اور سب سے زیادہ فضیلت والی اُمت قرار دیا جارہا ہے۔

فضیلت وانعام کا یہ سلسلہ اللہ ربّ العزت نے بنی اسرائیل کو بھی عطا فرمایا، لیکن انہوں نے افراط وتفریط سے کام لیا اور بالآخر بہت سی خرافات میں مبتلا ہوگئے، یہاں تک کہ سیدنا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دے کر توحید تک کا انکار کردیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ! اللہ کا بیٹا مان لیا تو ایک طرف یہ غلطی کر رہے ہیں کہ نبیوں کو خدا کا مقام دے رہے ہیں اور

دوسری طرف معجزات کا انکار کر رہے ہیں، گویا ان میں درمیانہ پن نہیں رہا کہ ایک طرف اتنا اونچا مقام دے رہے ہیں کہ بات کو آسمان تک پہنچاتے ہیں اور دوسری طرف نبی ان کے سامنے معجزات دکھاتے ہیں تو وہ انکار کر لیتے ہیں۔ یہی بات اگر صحابہؓ میں دیکھی جائے تو ان کا مزاج اعتدال سے بھرپور نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ کے ایک اشارے پر ہر صحابیؓ اپنی جان و مال قربان کرنے کو تیار ہے، لیکن کبھی یہ نہیں کہتا کہ میں رسول ﷺ کو نعوذ باللہ! خدا کا درجہ دوں گا، بلکہ کہتا یہی ہے کہ: ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعتدال کی تربیت دینا:

”عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔“ (مشکوٰۃ ص:۱۴۵)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اشخاص نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کے پاس آئے، جب انہیں اس کے متعلق بتایا گیا، تو گویا انہوں نے اسے کم محسوس کیا، چنانچہ انہوں نے کہا: ہماری نبی ﷺ سے کیا نسبت؟ اللہ نے تو ان کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرمادی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں دن کے وقت ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے اجتناب کروں گا اور میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور پوچھا: تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اس طرح، اس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے اعراض کرے، وہ مجھ سے نہیں۔“

بہت ہی خوب صورت اور تسلی بخش انداز میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے توسط سے اُمت کو اعتدال کا پیغام دیا اور اپنی مثال دے کر بیان فرمایا، تاکہ اس پر عمل کرنا، مشاہدہ کرنا، سیکھنا آسان ہوجائے اور ایک حتمی نکتہ یوں بیان فرمایا کہ: یہی میرا طریقہ ہے، یہی شریعت ہے اور اسی معتدل انداز میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے، باقی جو یہود و نصاریٰ کی طرح افراط و تفریط کا شکار ہوگا، اس کا امتِ مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس امت کی پہچان ہی اعتدال ہے۔

شریعت کا منہج ومزاج:

شریعت یہ نہیں بتاتی کہ زندگی میں بیک وقت دین رہے گا یا دنیا رہے گی، یہ نہیں کہ اگر میں عبادت میں مگن رہا تو کسی سے تعلق نہیں رکھوں گا، نہ یہ کہ میں مکمل بازار سے چمٹ جاؤں یا پھر مسجد سے، بلکہ شریعت بتاتی ہے کہ تم نے دین و دنیا کو ساتھ ساتھ لے کر چلنا ہے۔ تم نے تجارت بھی کرنی ہے اور عبادت کے فرائض بھی انجام دینے ہیں، تم نے اللہ کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ تم اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بندوں کے حقوق سے غافل ہوجاؤ، اور نہ ایسا کہ بندوں کی خدمت میں ایسے لگے رہو کہ خدا کی بندگی ہی بھول جاؤ۔ البتہ شریعت فرق سمجھا دیتی ہے کہ تم مال کے لیے محنت ضرور کرو، لیکن اسے اپنی ضرورت سمجھو، اپنا مقصدمت سمجھو، ورنہ تم ”حبِ مال“ کی بیماری کا شکار ہوجاؤ گے۔ اسی طرح دنیاداری کرو، لیکن دنیا کے لیے اتنی ہی کوشش کرو جتنا تمہیں یہاں رہنا ہے، اور آخرت کے لیے اتنی کوشش کرو جتنا تمہیں وہاں رہنا ہے۔ اگر تم دنیا کی مختصر سی زندگی کے لیے آخرت والی محنت کرنا شروع کروگے تو تم ”حبِ دنیا“ کی بیماری میں مبتلا ہوجاؤ گے، جسے رسول اللہ ﷺ تمام خرابیوں کی جڑ والی بیماری قرار دیتے ہیں۔

عقائد میں اعتدال کی تعلیم:

ایک مسلمان کچھ اہم باتوں پر ایمان لے آتا ہے، لیکن اسے یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ عقائد میں تمام عقائد ایک برابر نہیں، بلکہ ان میں ایک ترتیب قائم ہے، مثلاً توحید کو عقائد میں سب سے پہلا درجہ حاصل ہے اور رسالت کو دوسرا۔ اب اگر کوئی عقیدۂ رسالت پر اتنا زور دے کہ اسے توحید سے بھی زیادہ اہم ثابت کرے تو یہ اعتدال

کی پٹڑی سے ہٹ جانے والی بات ہے۔ اسی طرح عقائد میں اعتدال نہ ہونے کی ایک بڑی شکل یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کو اس درجہ شدت سے بیان کیا جائے کہ امت کے ہر دوسرے فرد کو مشرک سمجھنے لگے۔ توحید پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہرگز درست نہیں کہ اولیاء اللہ کی گستاخی کی جائے، ان کی کرامات کا انکار کیا جائے اور توحید کو سمجھانے کے بہانے اہل اللہ پر معاذ اللہ! مزاحیہ جملے کسے جائیں۔ یہ توحید کے بیان کرنے کا طریقہ ہے، نہ ہی دعوتی حکمت عملی کے موافق ہے۔ بے شک توحید دین کا مرکزی ستون ہے اور شرک سب سے گناہِ عظیم، بلکہ ظلمِ عظیم ہے، لیکن اس کی آڑ میں اسی توحید کے داعی صوفیاء اور اولیاء کی کردار کشی کرتے ہوئے سستے بازاری جملوں کا استعمال ان بزرگوں کے بالکل بھی شایانِ شان نہیں۔ یہ سب کے سب توحید کے حوالے سے اعتدال سے ہٹ جانے والے رویے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت ومحبت کا تعلق پیدا ہوجانا ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کے بغیر دین کے بہت سے پہلو ادھورے رہ جاتے ہیں، لیکن اپنے سوا ہر ایک کو گستاخ قرار دینا اور محبت و عقیدت کو اپنا ٹھیکہ سمجھ لینا غلط بات ہے۔ اسی طرح عقیدت کی آڑ میں اولیاء کو صحابہؓ سے بلند مرتبہ دینا یا انبیاء علیہم السلام کو خدا کا مرتبہ دینا اور پھر عقیدت کی اوڑھنی اوڑھ کر شرک و بدعت کے دھندوں میں لگ جانا، اسلاف کے مدفن بیچ کھانا اور یہ سب عاشقِ رسول کا لیبل لگا کر کرنا، جس پر اضافہ یہ کہ اس عقیدت کے سہارے خود کو توحید، نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات سے بری سمجھنا، یہ سوچ کر کہ یہی عقیدت میری نجات کے لیے کافی ہے، یہ جہالت کی انتہا ہے، جو کہ اُمتِ مسلمہ کی اعتدال والی خصوصیت کے یکسر خلاف ہے۔ اس میں اعتدال کا طریقہ یہ ہے کہ توحید پر ایمان رکھے، لیکن بزرگانِ دین کے مقام کو بھی سمجھے، رسالت پر ایمان رکھے، لیکن عقیدت ومحبت کا درست استعمال بھی سیکھے۔

تحریکات میں اعتدال کی ضرورت:

اعتدال کا جنازہ نکالنے میں مختلف دینی تحریکات کے نا سمجھ کارکن بھی پیش پیش رہتے ہیں اور ہر ایک کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ دین کا کام اسی طرز پر کرنے کی ضرورت ہے جس طرز پر ہماری تحریک کارفرما ہے، حالانکہ یہ بات ہم بخوبی جانتے ہیں کہ دین کے مختلف شعبہ جات ہیں اور تمام شعبہ جات کو ایک ساتھ کرنے کی خصوصیت صرف رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی جو تلاوتِ کتاب، تعلیمِ کتاب، تعلیمِ حکمت اور تزکیۂ نفس کی صورت میں قرآن آپ کے اوصاف ومناصب کے ضمن میں بیان کرتا ہے۔ باقی آپ ﷺ کے دنیا سے جاتے ہی اُمت کے پہلے طبقے یعنی صحابہؓ کی جماعت میں ہی یہ سارے کام خوب صورت انداز میں تقسیم ہوچکے تھے۔ ٹھیک یہی ترتیب امت کے موجودہ طبقے میں پائی جاتی ہے جو کہ سیاست، تعلیم وتعلّم، سلوک وتصوف، دعوت وتبلیغ، تحقیق، تصنیف وتالیف، جہاد و اعلائے کلمۃ اللہ وغیرہ کی صورت میں اُمت کررہی ہے، ان میں سے کسی ایک کام کو ناگزیر سمجھنا اور باقی سب کو بے کار یا کم اہمیت کا حامل سمجھنا یا پھر ہر ایک سے اپنی تحریک کے نظم کا تقاضا کرنا یہ سب کے سب بے اعتدالی کے رویے ہیں اور ان سب کو اعتدال پر لانے کی یہی ایک صورت ہے کہ اُمت کے کسی ایک شعبے پر لگ کر محنت کی جائے اور بقیہ شعبوں کو اپنا حریف اور مخالف سمجھنے کی بجائے ان کا رفیق بنا جائے۔ ضروری نہیں کہ رفیق بن کر اپنے آپ کو گھماتا پھرے، کبھی ایک کے ساتھ تو کبھی کسی اور کے ساتھ، البتہ کسی ایک شعبے میں یکسوئی کے ساتھ جڑ جائے اور بقیہ شعبہ جات کی مخالفت نہ کرے۔

دین ودنیا میں اعتدال کی تعلیم:

حدیث مبارکہ ہے: ’’وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَارْجِعْ إِلٰی وَالِدَيْکَ، فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا۔‘‘

(مشکوٰۃ:۳۸۱۷)

ترجمہ: ’’حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟‘‘ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ان دونوں (کی خدمت) میں مجاہدہ (انتہائی کوشش) کر۔ ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اپنے والدین کے پاس چلا جا اور اُن سے اچھی طرح سلوک کر۔‘‘

معلوم ہوا کہ جہاد تو بہت ہی عظیم عمل ہے، لیکن اس صحابیؓ کے لیے اس وقت اس کے والدین کی خدمت کرنا زیادہ عظیم عمل تھا تو آپ ﷺ نے ان کو والدین کے ہاں جا کر اُن کی خدمت میں لگے رہنے کا حکم دیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس فیصلے سے گویا شریعت کا یہ مزاج سمجھایا کہ تمہارے لیے اس موقع پر دین پر عمل

کرنے کی بہتر صورت کون سی ہے۔

خالق اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی میں اعتدال:

علماء یہ مسئلہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا گھر مسجد حرام کے بالکل قریب ہے، اتنا کہ وہ گھر سے نکلے اور مسجد حرام میں پہنچ جائے، لیکن اس کے گھر میں اس کی والدہ بیمار ہیں اور انہیں تیمارداری کی ضرورت ہے اور وہ مریضہ ایسی صورت حال کا شکار ہے کہ اگر کوئی اسے چھوڑ کر چلا جائے تو اس کی حالت مزید بگڑ سکتی ہے، ضرورت ہے کہ اس کے پاس کوئی نہ کوئی رہے اور جب اسی دوران عشاء کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اس کا اکلوتا بیٹا یہ کہے کہ میں جاؤں اور مسجد حرام میں نماز پڑھوں، تاکہ مجھے ایک لاکھ نمازیں پڑھنے کا ثواب ملے تو شریعت اس کے متعلق رہنمائی کرتی ہے کہ تم ایک لاکھ نمازیں پڑھنے کا ثواب حاصل مت کرو، بلکہ فی الحال تم گھر میں ہی نماز پڑھو اور اپنی ماں کا خیال رکھو، اس موقع پر تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر ہے۔ شریعت کی تعلیمات ایسی ہیں جو اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے درمیان درمیانی راہ دکھلاتی ہیں کہ دنیا کے ایسے بھی نہ بنو کہ دین کو بالکل اپنی زندگی سے ہی نکال دو اور ایسے بھی نہ بنو کہ دنیا ہی کو اپنے دل میں بسا بیٹھو، کیونکہ تمہاری سب سے بڑی خصوصیت ہی یہ ہے کہ تم امتِ معتدل اور امتِ وسط ہو اور درمیانے پن کے ساتھ رہنا جانتے ہو اور تمہیں اعتدال اور انصاف کرنا آتا ہے۔

انصاف اور اعتدال:

ایک موقع پر کسی قبیلے کے جنگ وجدل کا معاملہ پیش آیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

”انْصُرْ أَخَاکَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قُلْنَا: یَا رَسُولَ اللہِ! نَصَرْتُهُ مَظْلُومًا، فَکَیْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا ؟ قَالَ: تَکُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ ، فَذَاکَ نَصْرُکَ إِیَّاهُ۔“ (جامع ترمذی:۲۲۵۵)

ترجمہ: ”اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم“ صحابہؓ نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے مظلوم ہونے کی صورت میں تو اس کی مدد کی، لیکن ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے ظلم سے باز رکھو، اس کے لیے یہی تمہاری مدد ہے۔“

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ اب صحابہؓ تو سوال کرنے والے تھے، انہوں نے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ آتا ہے کہ اسے ظلم سے بچانا، لیکن ظالم کی مدد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ظالم کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکنا، یہی اس کی مدد ہے، تاکہ اسے مزید ظلم کرنے سے روک لیا جائے، یعنی اگر تمہارا مسلمان بھائی ظلم کر رہا ہے تو تمہیں اس کا بھی ساتھ دینا ہے اور ظلم سے روکنا ہے اور اگر تمہارا بھائی ظلم کا شکار ہے اور مظلوم ہے تو اس کی بھی تمہیں مدد کرنی ہے اور اسے ظلم سے بچانا ہے، شریعت نے دونوں کے متعلق احکامات سمجھا دیے کہ تم نے یہاں کون سا رویہ اپنانا ہے اور وہاں کیا رویہ اپنانا ہے۔

مال کمانے کے متعلق اعتدال:

اگر کوئی کہے کہ میں کماتا ہی نہیں، کیونکہ کمانا دنیاداری ہے اور میں دیندار بننا چاہتا ہوں، فرمایا کہ: یہ غلط رویہ ہے، کیونکہ حلال کمائی بھی دینی فرائض میں شامل ہے، کتنی ہی ایسی عبادات ہیں جو مال خرچ کر کے ادا کی جاتی ہیں، جیسے زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ، قربانی، حج، صلہ رحمی وغیرہ۔ اسی طرح اگر کوئی مال کو ہی اپنی زندگی کا مقصد بنا لے اور اس پر کمانے جمع کرنے کی دھن سوار ہو جائے تو شریعت رہنمائی کرتی ہے کہ یہ بھی غلط طریقہ ہے، کیونکہ مال کو اللہ نے انسان کی خدمت و ضرورت کے لیے پیدا کیا ہے، اپنے آپ کو اس پر کھپانے کے لیے پیدا نہیں کیا، لہٰذا تم مال کماؤ، مگر اپنے مقصد کے لیے نہیں، بلکہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے، جب تمہاری ضرورت پوری ہو جائے تو تم مزید مال کو اپنا مقصد مت بناؤ۔

مال خرچ کرنے کے متعلق اعتدال:

اسی طرح جب مال خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو کوئی اپنے مال کو بے تحاشا خرچ کرتا ہے تو شریعت منع کرتی ہے کہ تم فضول خرچی اور اسراف سے بچو اور اگر کوئی اپنے مال کو خرچ ہی نہیں کرتا تو شریعت یہ کہتی ہے کہ تم کنجوسی سے بھی بچو، جیسے اللہ ربّ العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ کَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا۔“ (الفرقان:۶۷)

ترجمہ: ”اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔“

یعنی اللہ کریم ہمیں یہ بتلا رہے ہیں کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو اعتدال اور میانہ روی پر قائم ہیں اور خرچ کرنے میں اعتدال پر قائم ودائم ہیں،

اِفراط اور تفریط سے بچے ہوئے ہیں، کیونکہ جب فضول خرچی کرے گا تو پھر گناہ اور عیاشی میں مبتلا ہوجائے گا اور بہت سی غیر ضروری چیزوں کو ضروری سمجھ کر خریدنے کا بوجھ اُٹھائے گا اور اگر کنجوسی کرے گا تو زکوٰۃ، قربانی، حج، صدقہ خیرات، صلہ رحمی، اہل و عیال کے حقوق وغیرہ کیسے ادا کرے گا؟ اسی لیے شریعت نے اعتدال کی راہ دکھلائی کہ تمہیں اِنفاق بھی کرنا ہے اور اِسراف سے بھی بچنا ہے۔

نوافل اور فرائض کے درمیان اعتدال:

فرائض وہ ہیں جو کسی حال میں معاف نہیں، جبکہ نوافل کہتے ہی اس عبادت کو ہیں جو لازم نہیں، بلکہ اضافی اجر وثواب کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس حوالے سے بھی بہت افراط تفریط پائی جاتی ہے کہ ہم نوافل کو تو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ جتنا فرائض کو نہیں دیتے، جیسے فضیلت والی راتیں آجاتی ہیں تو ان میں ساری رات عبادت کی جاتی ہے، لیکن جب فجر کی فرض نماز ادا کرنے کا وقت آجاتا ہے تو یہی نفلی عبادت کرنے والے سب سو جاتے ہیں، اس صورت میں نفلی عبادت کو زیادہ اہمیت دی جارہی ہے جس سے متعلق کوئی باز پرس نہیں ہوگی، لیکن فرض کو چھوڑا جارہا ہے، حالانکہ پہلا سوال ہی قیامت کے دن فرض نماز سے متعلق ہوگا۔ اسی طرح قربانی کے موقع پر ہم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک اپنے ناخن اور جسم کے اضافی بالوں کو صاف نہیں کرتے، جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایک مستحب عمل ہے جس کا مطلب ہے جو یہ عمل کرے گا اسے ثواب ملے گا اور جو نہیں کرے گا اسے کوئی گناہ نہیں ملے گا، لیکن حیرت ہے کہ ایک شخص دس دن تک یہ نفلی کام کرتا رہتا ہے، ایک ایسا کام جو ثواب کا کام ہے، اگر نہیں کرے گا تو اسے گناہ بھی نہیں ملے گا، لیکن جیسے ہی وہ قربانی کرتا ہے تو اپنی داڑھی کے بال بھی صاف کردیتا ہے، حالانکہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ اگر میں ان دس دنوں میں وہ بال کاٹ لیتا تو مجھے کوئی گناہ نہ ملتا، لیکن داڑھی کاٹنا گناہِ کبیرہ ہے، مکروہِ تحریمی ہے۔ ایک طرف نفلی عبادات کی فکر ہے اور دوسری طرف حرام کی بھی فکر نہیں تو یہ افراط وتفریط والی بات ہے، حد سے بڑھ جانا اور نوافل کو اتنی اہمیت دینا جو فرائض کو بھی نہیں دی جارہی اور مستحب کو جیسے تیسے کرنا، لیکن حرام کے معاملے میں کوئی فکر نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کا مزاج نہیں سمجھا گیا اور دین کی جو حکمت والی درمیانی تعلیم ہے، اس کو نہیں سمجھا گیا۔

قبور سے متعلق اعتدال:

قبروں سے متعلق ہم اِفراط وتفریط کی دو انتہاؤں پر کھڑے ہوئے ہیں، جبکہ شریعت یہاں بھی اعتدال ہی سکھاتی ہے، مثلاً: میت کو غسل دیتے وقت اعضاء کا خیال رکھو، زیادہ ٹھنڈا اور زیادہ گرم پانی کے بجائے نیم گرم پانی کا استعمال کرو، تدفین کے وقت اعزاز سے رکھو، جنازہ پڑھو، کندھا دو اور جب دفن کرلو تو قبر پر قدم مت رکھو، قبر کو اپنی نشست گاہ مت بناؤ، قبر کو مسمار مت کرو، یہ سب تمہارے اس مرحوم کے لیے احترام کی ایک معتدل شکل ہے۔ اسی طرح شریعت یہ بھی بتلاتی ہے کہ جو حد سے بڑھ جانے والے کام ہیں وہ بھی نہ کرو، قبر کی پختہ تعمیر مت کرو، مزار مت بناؤ، چراغ مت جلاؤ، قبر کا طواف نہ کرو، نہ ہی اسے سجدہ گاہ بناؤ، نہ صاحبِ قبر سے دعا مانگو، وغیرہ، گویا دونوں چیزیں ساتھ ساتھ سمجھا دیں کہ تم حد سے بڑھنے کی کوشش بھی مت کرو اور حد سے گرنے کی کوشش بھی مت کرو۔

شادی بیاہ کے موقع پر اعتدال:

ہماری شادی بیاہ کی جو رسومات ہیں عام طور پر ان کے متعلق علماء یہ فرماتے ہیں کہ شادی شریعت کے مطابق کرو تو ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ شریعت کے مطابق شادی شاید سوگ منانے جیسا عمل ہے، اگر شادی شریعت کے مطابق ہوگی تو سوگ والا ماحول ہوگا، تسبیح پڑھنی ہوگی، قرآن خوانی یا آیتِ کریمہ کا ختم کرنا ہوگا اور پھر ایسا لگے گا کہ خوشی کا ماحول ہی نہیں ہے، جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے، شادی ایک خوشی کا موقع ہے اور اسے خوشی خوشی ہی منانا چاہیے اور خوشی منانے کا جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اس سے منع نہیں کیا جارہا، لیکن چند شرائط بتائی جارہی ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے، مثلاً بے پردگی نہ ہو، ڈھول باجے نہ ہوں، ہندوانہ رسم ورواج نہ ہوں، باقی ان شرائط کے ساتھ جیسے چاہو اپنی خوشی منالو، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام خود اس کی ترغیب دے رہے ہیں کہ نکاح کی تقریب کا بھرے مجمع میں اہتمام کرو، مسجد میں نکاح کرو، ولیمہ کرکے سب کو اپنی خوشی میں شریک کرو، وغیرہ۔

آپس کے تعلقات میں اعتدال:

اکثر ہمارے آپس کے تعلقات میں بھی افراط وتفریط کی جھلک دکھائی دیتی ہے، کسی سے اگر تعلق بنانا ہے تو ایسا تعلق قائم کریں گے کہ اس پر جان بھی نثار کریں گے، ہر وقت اسی کے ساتھ بیٹھک لگائیں گے، گپ شپ لگی رہے گی، وقت بے وقت یار کو ڈھونڈتے رہیں گے، کہیں آنا جانا،

تقریبات میں شرکت کرنا، یہاں تک کہ لین دین بھی اسی کے ساتھ کرنے کا سوچیں گے، لیکن ایک اختلاف سے یہ گہری دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے تعلقات میں پائی جانے والی بڑی عام بے اعتدالی ہے جو ہم کرتے رہتے ہیں۔ اب شریعت یہ نہیں کہتی کہ ہم ہر ایک سے دوستیاں کرتے پھریں اور ہر ایک کو اپنے سر کا تاج بنالیں اور ہر ایک سے لین دین شروع کردیں، بلکہ عام مسلمانوں کے حوالے سے جو روش اپنانی چاہیے، اس کے متعلق فرمایا کہ: ''ایک مسلمان کے مال، جان، عزت وآبرو کی تم حفاظت کرو، اس کے ساتھ سلام علیک رکھو، ضرورت پڑنے پر اس کی مدد کرو۔'' بس اتنا ہی کافی ہے۔ باقی کسی سے ایسی دوستی کرنا کہ اس کے غلط کو بھی صحیح قرار دینا اور کسی سے ایسی نفرت کرنا کہ اس کی ساری اچھائیاں نظر انداز کرنا، دونوں رویے غلط ہیں۔ اگر ہم کسی سے تعلق رکھتے ہیں تو اس میں خوبی بھی ہوسکتی ہے اور خامی بھی، تو ہم اس کی خوبی پر نظر رکھیں اور اس کی خامی کو نظر انداز کریں۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے تعلقات میں بھی اعتدال کا لحاظ رکھیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ایک اختلاف کی وجہ سے ہم تعلق کو دشمنی میں بدل دیں، یہ بڑے ظلم کی بات ہے، مثلاً: کسی سے پوچھا جائے کہ: ''آپ کا رابطہ نہیں آج کل فلاں شخص سے خیریت؟'' جواب آئے کہ اس نے مجھ سے ایک مرتبہ ایسی بات کردی تھی کہ میرا بس دل ہی ٹوٹ گیا، اب یہ بھی ختم، یہ بھی ختم اور یہ بھی ختم، یہ غلط طریقہ ہے۔

مزاج کا اعتدال:

کوئی اپنے مزاج میں اتنی زیادہ بہادری رکھتا ہے کہ وہ ظالم بن جاتا ہے، تو شریعت اس رویے کی مذمت کرتی ہے اور اگر کوئی اپنے مزاج میں اتنا ڈھیلا پن لاتا ہے کہ بالکل بزدل ہی بن جاتا ہے تو شریعت اس بزدلی کی بھی ممانعت کرتی ہے اور تاکید کرتی ہے کہ تم اپنے اندر شجاعت پیدا کرو، اگر تم بزدل بنے رہو گے تو جہاد کیسے کرو گے؟! صبر آزما حالات کا مقابلہ کیسے کروگے؟! اسی طرح اگر کوئی شخص اس قدر احساسِ کمتری کا شکار ہے کہ وہ ناشکری میں مبتلا ہونے لگتا ہے تو شریعت کہتی ہے کہ یہ ناشکری تمہیں اللہ کی رحمت سے مایوس کرسکتی ہے اور کفر کے کنویں میں دھکیل سکتی ہے اور کوئی بہت زیادہ احساسِ برتری کا شکار ہے، جس سے گھمنڈ اور تکبر میں مبتلا ہو رہا ہے تو شریعت اس رویے کی بھی روک تھام کرتی ہے کہ تم اپنے اندر تواضع اور عاجزی پیدا کرو، خود کو بہت گھٹیا بھی مت سمجھو اور خود کو بہت اعلیٰ بھی مت سمجھو، اپنے اندر عاجزی کی روش پیدا کرکے اعتدال پر قائم رہو۔

عقل اور جذبات میں میانہ روی:

اسی طریقے سے انسان میں عقل اور جذبات کے بڑے شدید مادے پائے جاتے ہیں جو کہ اکثر اوقات انسان کو اعتدال پر قائم رہنے نہیں دیتے، اسی آیت کی روشنی میں یہ اہم اصول سمجھنے کو ملتا ہے کہ تم امتِ وسط ہو، تم دین کا مزاج اور دین کی جو اصل بنیاد اور ریڑھ کی ہڈی ہے، اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اپنے جذبات اور عقل کو بیچ میں مت لاؤ، چونکہ انسان ایسا ہے کہ کبھی وہ جذبات میں آکر غلط فیصلہ کرتا ہے، اور کبھی اپنی عقل کے خودساختہ پھندے میں پھنس کر ناقص فیصلہ کرسکتا ہے، نفسانی خواہشات کا شکار ہوسکتا ہے، اس لیے اس امت کو سمجھایا کہ تم فیصلے اپنی طبیعت کے مطابق مت کرو، بلکہ جیسے شریعت رہنمائی کرے ویسے فیصلے کرو، چاہے تمہاری عقل میں آئے یا نہ آئے، چاہے تمہارا دل مانے یا نہ مانے، چاہے تمہاری طبیعت کے مطابق ہو یا نہ ہو، عین ممکن ہے کہ تمہاری طبیعت میں افراط وتفریط پائی جاتی ہو یا تمہاری عقل اونچ نیچ کا شکار ہو اور اس طرح تمہاری خواہش کے چکر میں معاملہ بگڑ جائے، لیکن جب تم اپنے آپ کو عقلی اور نفسانی خواہشات سمیت شریعت کے حوالے کرو گے تو شریعت تمہیں نہ حد سے زیادہ آگے بڑھنے دے گی، نہ حد سے گرنے دے گی، کیونکہ شریعت میں اعتدال پایا جاتا ہے، بالآخر نتیجہ بھی اعتدال والا سامنے آئے گا۔

خلاصہ:

اللہ ربّ العزت نے اُمتِ محمدیہ کی جو خصوصیت اس آیت میں بیان کی کہ: ''وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا''، ''اور اسی طریقے سے ایک بہت بڑی نعمت ہم نے تمہیں یہ دی کہ ہم نے تمہیں ایک معتدل اُمت بنا دیا۔'' لٰہذا ہمیں اپنے ہر عمل میں اعتدال پیدا کرنے کی ضرورت ہے، عقیدے میں بھی، عبادت میں بھی، حقوق کی ادائیگی میں بھی، خرچ میں بھی، سیاست میں بھی، نیکیوں میں بھی، آپس کے تعلقات میں بھی اور ہمارے مزاج اور اہم فیصلوں میں بھی اعتدال ہونا چاہیے، تاکہ ہم امتِ مسلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔

☆☆ .... ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور: جامعہ کے شیخ الحدیث ہمارے لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ ہیں۔ جبکہ اہتمام مولانا محمد اویس علوی مدظلہ کے پاس ہے۔ ۲۳؍دسمبر صبح ۱۱ بجے تا پونے بارہ بجے جامعہ میں بیان ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی زیارت تو نہ ہوسکی، لیکن ان کے خدام نے نعروں کی گونج میں مبلغین کا استقبال کیا اور کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور میں بیان: جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی ملک کے نامور عالم دین دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ تھے۔ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفا میں سے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت تھانویؒ کے دو خلفاء حضرت مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ لاہور میں اکٹھے ہوئے اور مدرسہ بنانے کا مشورہ کیا۔ حضرت مولانا خیر محمدؒ نے وہ نام ارشاد فرمایا جس نام پر ان کا جالندھر میں مدرسہ تھا، جبکہ حضرت مفتی صاحبؒ نے وہ نام پیش کیا، جس نام پر امرتسر میں مدرسہ تھا۔ پھر طے ہوا کہ دونوں حضرات اپنے نام چھوڑ دیں۔ اپنے شیخ کے نام پر جامعہ اشرفیہ رکھیں اور اسی پر اتفاق ہوگیا۔ فیصل آباد کے احباب کو معلوم ہوا کہ مولانا خیر محمد جالندھریؒ مدرسہ بنانا چاہتے ہیں تو انہوں نے فیصل آباد آنے کی دعوت دی۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو معلوم ہوا تو آپ مولانا خیر محمدؒ کو ملتان لے آئے اور جامعہ خیر المدارس کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ ہمارے شاہ جیؒ (امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) کے استاذ محترم تھے۔ شاہ جیؒ کی تعلیم کے زمانہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک طالب علم کو سردی کا موسم تھا فرمایا کہ گھر سے جا کر انگارے لے آئیں۔ وہ طالب علم انگارے لا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ جلنے لگے، اس نے شور مچایا۔ ہمارے شاہ جیؒ دوڑ کر گئے، (دوڑ کر انگاروں کا تصلی، تھال) لے لیا، جب آپ کے ہاتھ جلنے لگے تو زمین پر پھینک کر کہا: ''تصلی نارا حامیہ'' استاذ محترم آپ کی ذہانت کی داد دیتے ہوئے ہنس پڑے۔ جامعہ اشرفیہ کا آغاز نیلا گنبد میں ہوا بعدازاں فیروز پور روڈ پر تقریباً اسی کنال زمین خرید کر جامعہ کی بنیاد رکھی۔ جامعہ سے اب تک ہزاروں علماء کرام سند فضیلت حاصل کر چکے ہیں۔ یکم جون ۱۹۶۱ء کو آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو کراچی سوسائٹی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا عبیداللہ اشرفیؒ مہتمم بنائے گئے۔ مولانا عبیداللہ اشرفیؒ بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ آپ نے اکثر کتابیں اپنے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ سے پڑھیں، جبکہ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا نافع گلؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ سے درس حدیث لیا۔ دورۂ حدیث شریف کی تمام کتب کا آغاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے کیا۔ اس لحاظ سے آپ کی سند عالی ہے۔ آپ کے شیخ واستاذ حضرت تھانویؒ کو اجازت حدیث تھی حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے اور وہ شاگرد تھے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے۔ حضرت موصوف مجلس کے خورد وکلاں سے بہت محبت فرماتے۔ راقم کو کئی مرتبہ ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جب وفاقی شرعی عدالت میں کیس زیر سماعت تھا۔ آپ نے مجلس کے راہنماؤں کو ٹھہرایا اور اپنے جامعہ کی لائبریری کے دروازے کھول دیئے اور اپنی میزبانی سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے ۱۱؍مارچ ۲۰۱۶ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے برادر خورد حضرت مولانا حافظ فضل رحیم مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ جامعہ اشرفیہ کو اللہ پاک نے عظیم شیوخ حدیث اور شیوخ تفسیر سے سرفراز فرمایا۔ جامعہ کے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا رسول خانؒ تھے۔ بٹگرام ہزارہ کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم اوگی میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، یہاں تین سال پڑھنے کے بعد ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء شیخ الہند حضرت

مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ گیارہ سال تک میرٹھ کے مدرسہ امدادالاسلام میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعدازاں آپ کا تقرر دارالعلوم دیوبند میں ہوا جہاں بڑی بڑی جبال العلم شخصیات مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسی شخصیات نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ بانی جامعہ اشرفیہ کی استدعا پر آپ جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ۳؍ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۱ء سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے جب ”فاللّٰہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین“ پر پہنچے تو روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ:

حضرت مولانا رسول خانؒ کی وفات کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث بنائے گئے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کاندھلہ کے حافظ محمد اسماعیلؒ جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مرید باصفا تھے کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون سے حاصل کی، جبکہ اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ مظاہرالعلوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا۔ امام العصر حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ، مولانا رسول خان ہزارویؒ، مولانا مفتی عزیزالرحمٰن عثمانیؒ سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی اور ایک عرصہ تک اپنے اساتذۂ کرام کی نگرانی میں دارالعلوم دیوبند میں استاذ رہے۔ جامعہ امینیہ دہلی، حیدرآباد دکن، جامعہ عباسیہ بہاولپور میں بھی پڑھاتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کے منصب پر فائز رہے۔ آپ امام العصر حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ کے معتمد علیہ تلامذہ میں سے تھے۔ امام العصرؒ کے حکم پر آپ نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات، رفع ونزول پر دس رسائل لکھے اور اپنے استاذ کے ساتھ پنجاب کے قادیانیت زدہ علاقوں کے دورے کئے اور کئی ایک مناظروں میں قادیانیوں کو چاروں شانے چت کیا۔ جامعہ اشرفیہ کی تدریس کے دور میں تحریک ختم نبوت کے خدام کی علمی راہنمائی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۴ء جب جسٹس منیر احمد، جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل انکوائری کمیشن بنا تو آپ نے کمیشن کے سامنے بھرپور طریقہ سے امت مسلمہ کی نمائندگی کی بلکہ نمائندگی کا حق ادا کردیا۔ جسٹس منیر کے اوٹ پٹانگ سوالات کے نہ صرف مسکت جوابات دیئے بلکہ اس پر سوال کرکے اس کا لاجواب کردیا۔ آپ عرصہ درازتک جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث رہے، تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۲۸؍جولائی ۱۹۷۴ء کو اس دارِفانی سے رحلت فرماگئے۔ شیرشاہ ولی شادمان لاہور میں باباجی کے مزار کے ساتھ شمال مغرب میں چھوٹے سے احاطہ میں محواستراحت ہیں۔ (تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ) آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ جامعہ کے شیخ الحدیث بنائے گئے۔

مولانا محمد مالک کاندھلویؒ: موصوف شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے فرزند ارجمند، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت اور قیامِ پاکستان کے بعد جامع العلوم بہاولنگر، دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار میں استاذ رہے۔ والدمحترم کی وفات کے بعد جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث بنائے گئے زندہ دل انسان تھے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ کی معیت میں تشریف لاتے رہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے جب مجلس شوریٰ بنائی تو موصوف بھی اس کے ممبر بنائے گئے۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے خلاف قادیانی وفاقی شرعی عدالت میں گئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے امت مسلمہ کی طرف سے قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا۔ آپ نے بھی وفاقی شرعی عدالت میں ایک جاندار بیان جمع کرایا۔ جسے بعد میں کتابی شکل میں ”قادیانی غیرمسلم اقلیت بن کر رہیں یا اسلام قبول کرلیں“ احتساب قادیانیت کی جلد ۴۱ میں اسے محفوظ کردیا گیا ہے۔ آپ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کو عالم جاودانی کو سدھارے شیرشاہ ولی قبرستان شادمان لاہور میں اپنے والدمحترم کے ساتھ محواستراحت ہیں۔ آپ کے بعد صوفی باصفا حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ جامعہ کے شیخ الحدیث بنائے گئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ: خیرالعلماء حضرت مولانا خیرمحمدؒ بانی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مایہ ناز تلامذہ میں سے تھے، نیز آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے استاذ محترم کے زیرسایہ جامعہ

خیرالمدارس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، کچھ عرصہ دارالعلوم کبیر والا میں بھی تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کی وفات کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ جیسے عظیم ادارہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ آپ بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے اوقات کی پابندی میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا پرتو تھے۔ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت الحاج محمد شریف نواں شہر ملتان سے مجاز تھے۔ ہزاروں عوام اور سینکڑوں علماء کرام نے آپ سے فیوض وبرکات حاصل کی۔ صحت کے زمانہ میں جامعہ اشرفیہ میں امام الصلوٰۃ تھے، آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اپنا لطف تھا۔ آپ کے سبق کا جو وقت طے تھا اس میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں فرماتے تھے۔ ایک عرصہ تک بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ ۱۵؍مئی ۲۰۱۸ءکو انتقال ہوا۔ آپ ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد، مولانا محمد صدیقؒ شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ ملک کے نامور عالم دین، ذہین ترین استاذ تھے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ عملیات میں آپ کو خاص درک حاصل تھا۔ انہونی آپ کے عمل سے ہونی ہوجاتی۔ جامعہ اشرفیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت شیخ محمد موسیٰ روحانی بازیؒ جیسے عظیم عالم دین یہاں استاذ رہے۔ آپ کا انتقال ۱۹؍اکتوبر ۱۹۹۸ءکو ہوا۔

جامعہ مسجد خاتم النبیین وڑائچ

ٹاؤن لیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالشکور گرواں کی دعوت پر ۲۹؍دسمبر کے جمعہ کا خطبہ راقم نے مذکورہ بالا مسجد میں دیا۔

جامعہ تقویۃ الاسلام مراد آباد مظفر

گڑھ: جامعہ میں ۲۹؍دسمبر کو عشا کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت جامعہ کے بانی مولانا عبدالعزیز مدظلہ نے کی۔ حافظ محمد مزمل کی نعت اور طلبا کی تلاوت کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔

جامعہ نعمانیہ نظامیہ قدیر آباد

ملتان: جامعہ ملتان کا قدیمی مدرسہ ہے۔ جس کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں رکھی گئی۔ جامعہ کے بنانے والے خاکوانی خاندان کے نواب تھے جو حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے مریدین تھے۔ بریلوی مکتبِ فکر کے معروف عالم دین مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے شکایت کی کہ مدرسہ کے منتظمین آپ کے مریدین ہیں، لیکن اساتذہ دیوبندی رکھے ہوئے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کہ میرے مدرسہ کے تمام اساتذۂ کرام بھی دیوبندی ہیں۔ ۳۱؍دسمبر ۱۲ سے ساڑھے بارہ بجے تک بیان ہوا۔☆☆

مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا عبدالعزیز، مولانا سعید وقار، مولانا سمیع اللہ نے بھسین ختم نبوت کانفرنس کی تیاری سلسلے میں مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہروقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔ قادیانی کفر وارتداد پر ملکی وغیر ملکی عدالتوں کے فیصلے سامنے آچکے ہیں قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اپنے کفر وارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے۔ اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ حرمت رسول کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے۔ قادیانی عقائد اسلام میں تحریف کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں، قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کے ذریعے نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم ہے۔ ہمارے اکابرین نے باہمی اتحاد واتفاق سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا، آج ہم یہاں پر اپنے اکابرین کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں، مختلف دینی جماعتوں کی آراء کے تنوع، پالیسیوں، طرز عمل اور متضاد فکر کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں، یہ تمام تر ختم نبوت کا اعجاز اور اکابرین ختم نبوت کی خلوص بھری محنتوں کا نتیجہ ہے۔

بین المدارس تقریری مسابقہ

رپورٹ:.... قاری عبداللہ فیض

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع نوابشاہ کے زیر اہتمام 15رجنوری 2023ء بروز پیر جامع مسجد کیبرنز دریلوے اسٹیشن نوابشاہ میں ایک عظیم الشان بین المدارس تقریری مسابقہ بسلسلہ ختم نبوت و ردِقادیانیت کا انعقاد کیا گیا، پروگرام بعد نمازِ مغرب سے رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ پروگرام کی نگرانی مولانا تجمل حسین (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوابشاہ) نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم نے ادا کئے۔ پروگرام کا آغاز بعد نمازِ مغرب تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری شکیل احمد نے حاصل کی، جبکہ حافظ احمد بن غلام سرور نے ہدیۂ نعت پیش کیا، نوابشاہ شہر اور مضافات کے مختلف مدارس سے 16 طلباء کرام نے تقریر میں حصہ لیا۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: محمد عمر بن مولانا عبدالرشید (مدرسہ عربیہ رشیدیہ نوابشاہ)، حماداللہ بن امام الدین (جامعہ دارالعلوم محمدیہ پڑعیدن)، عبدالواحد بن محمد بلال (جامعہ عثمانیہ ایئرپورٹ نوابشاہ)، شیرمحمد بن سائیں بخش (مدرسۃ الحرمین طوبیٰ مسجد نوابشاہ)، امیر علی بن صحبت خان (جامعہ محمدیہ عربیہ نوابشاہ)، انعام اللہ بن مولانا نیاز اللہ (مدرسہ انوار العلوم علی شیر مسجد نیانا کہ)، ابو ہریرہ بن عرفان علی (مدرسہ بیت العلم نوابشاہ)، محمد معاویہ فیض بن قاری عبداللہ فیض (مدرسہ نفائس القرآن الکریم نوابشاہ)، محمد صدام بن گل بہار احمد (مدرسہ ابوبکر صدیق نمرہ مسجد)، جان محمد بن خان محمد (جامعہ دارالعلوم عزیزیہ حسینیہ روڈ)، صفی اللہ بن غلام مصطفیٰ (دارالعلوم تفہیم القرآن نوابشاہ)، محمد نعمان بن عبدالقدوس (جامعہ دارالعلوم محمدیہ پڑعیدن)، حسین جمیل بن قاری جمیل احمد فاروقی (مدرسہ دارالعلوم حقانیہ روڈ)، محمد ابراہیم بن عبدالکریم (مدرسہ نورالقرآن المحمدیہ ہوت گوٹھ)، محمد طلحہ بن ندیم احمد (مدرسہ بیت العلم نوابشاہ)، محمد عمران بن محمد رستم (جامعہ دارالعلوم عزیزیہ حسینیہ روڈ)۔ منصفین کے فرائض مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد عثمان (خطیب نمرہ مسجد)، حضرت مولانا عبدالمالک (مدرس جامعہ محمدیہ عربیہ)، حضرت مولانا محمد یاسین بھٹی (خطیب مسجد اویس قرنی)، حضرت مفتی محمد عقیل (خطیب جامع مسجد باب جنت) نے سرانجام دیئے۔ درج ذیل طلباء نے پوزیشن حاصل کی: حسین جمیل بن قاری جمیل احمد فاروقی (اول)، عبدالواحد بن محمد بلال (دوم)، محمد طلحہ بن ندیم احمد (سوم)، ابوہریرہ بن عرفان علی (چہارم)۔

مسابقہ میں اول، دوم، سوم اور چہارم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کتابیں، رومال اور نقد رقم کی صورت میں اور تمام شرکاء کو کتابیں اور رومال انعامات میں دیئے گئے۔ بعدازاں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ (مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) نے شرکاء مسابقہ کو ہدایات فرمائیں اور خطاب بھی فرمایا اور اختتامی دعا فرمائی۔ پروگرام کے اختتام پر علماء، طلباء سمیت تمام شرکاء کے لئے جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے طعام کا بندوبست کیا گیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کے تعاون اور محنت و کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس مسابقہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو تادمِ آخر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور سرورِ کونین ﷺ کی مبارک شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

عیسائی خاتون کا اپنے بیٹے سمیت قبولِ اسلام

محترمہ یاسمین بی بی ولد سعید مسیح ذات راجپوت سکنہ ہاؤس نمبر 29-A وارڈ نمبر 1 بھنگوار کالونی نواب شاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد نے اپنے بیٹے محمد عباس علی ولد خرم مسیح سمیت عیسائیت سے تائب ہو کر اپنی رضا و خوشی سے اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنا نام شمیم مسیح سے یاسمین بی بی رکھ لیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے نومسلموں کو مبارک باد دی اور ان کے لئے اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کی۔

بمقام
مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
31 واں
سالانہ
ختم نبوت کورس
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام
7 فروری
2024
تا
2 مارچ
2024
زیر سرپرستی
پیر طریقت رہبر شریعت
ولی کامل
حضرت
مولانا
حافظ
محمد ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ
نقشبندی مجددی
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صاحب
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے
شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
نوٹ
امسال الیکشن کے باعث داخلہ
7 سے 10 فروری تک چار روز جاری رہے گا
درخواستوں کیلئے پتہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670